حاصلِ کلام

پیٹ بھرنا انسان کی پہلی ضرورت ہے۔ غریب مزدور پیٹ کی خاطر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کام پر لگا دیتا ہے۔ کارخانے کا مالک اس کی محنت سے دولت کما کر عیش وعشرت کی زندگی کرتا ہے لیکن وہ مزدور اور اس کا بچہ جہاں تھا وہیں رہتا ہے۔ شاعر پوچھتا ہے کہ اے سرمایہ دارو! کیا اس بچہ کی فلاح و بہبودی اور اسے آگے بڑھانے کا تمہارا پاس کوئی پروگرام ہے؟ ماں ریشم کے کارخانے میں کام کرتی ہے۔ باپ کپڑوں کے کارخانے میں کام میں مصروف ہے۔ ماں کی پیٹ سے بچہ جب سے باہر آیا ہے تنگ وتاریک مکان میں گزار رہا ہے اور جب بڑا ہو کر باہر جائے گا تو کسی کارخانے کے وہ بھی کام آ جائے گا۔ اپنے مجبور پیٹ کی خاطر وہ کام کرے گا اور ادھر عین دوپہر کے وقت وہ سرمایہ دار کی بھوک بڑھائے گا۔ اس بچہ مزدور کے سونے کے ہاتھ سونے کے پھول اگلیں گے اور اس کا چاندی جیسا خوب صورت بدن سرمایہ دار کے لئے اپنا دھن لٹائے گا۔ بینک کی کھڑکیاں روشن ہوں گی۔ اس بچہ مزدور کے خون سے چراغ جلیں گے۔ یہ بھولا بھالا ننھا سا مکھڑا اصل میں خونیں سرمایہ کا نوالہ ہے۔ وہ بچہ محنت کرتا ہے اور بالکل انجام سے بے خبر خاموش ہے اور خاموشی کی زبان سے پوچھتا ہے کہ ان خونخوار سرمایہ داروں کے چنگل سے مجھے کون بچانے والا ہے؟

کیا تم جانتے ہو؟

شاعر نے بچہ کو '' نوالا '' کیوں کہا؟

شاعر نے بچہ کو '' نوالا '' اس لئے کہا کہ وہ بچہ جس کے ماں باپ دونوں سرمایہ دار طبقہ کے کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ پیٹ کی خاطر اپنا خون پسینہ ایک کر کے اسے پال رہے ہیں۔ ان کا بچہ اب آگے نہیں بڑھے گا اور اسے وہ غلام ہی بنا کر رکھے گا تا کہ وہ بڑا ہو کر انہیں کے پاس کام کرنے کے لئے آئے۔ اس لئے اس بچہ کو شاعر نے سرمایہ دار کے منہ کے پاس پہنچا ہوا نوالا کہا۔ جو واپس برتن میں آنے والا نہیں ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سوت	:	تاگا، دھاگا	سوتی مل	:	کپڑوں کا کارخانہ
کوکھ	:	پیٹ	کھولی	:	تنگ وتاریک مکان
دیا	:	چراغ	روشن	:	چمک دار
ننھا	:	چھوٹا	سرمایہ دار	:	مالک
خونیں سرمایہ	:	خون سے بھرا ہوا مال ومتاع	دھن	:	دولت

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجیے:

کارخانہ	+	کارخانے		مل	+	ملیں
سرمایہ	+	سرمایے		جسم	+	اجسام
کھڑکی	+	کھڑکیاں		دیا	+	دیے
ننھا	+	ننھے		نوالا	+	نوالے
خاموشی	+	خاموشیاں				

III اضداد لکھ کر یاد کیجیے:

مصروف	×	بے کار		بھوک	×	سیرابی
پھول	×	کانٹا		بڑھنا	×	گھٹنا
ننھا	×	بڑا		بھولا	×	ہوشیار

IV مصرعے مکمل کیجیے:

(1) کھڑکیاں ہوں گی ....

.... دیے جلائے گا

(2) یہ جو ننھا ہے ....

.... نوالا ہے

(3) .... یا اس کی خاموشی

کوئی مجھ کو .... ؟

V جوڑ لگایئے:

ماں ہے ریشم کے کارخانے میں	بھوک سرمائے کی بڑھائے گا
کوکھ سے ماں کی جب سے نکلا ہے	کارخانوں کے کام آئے گا
جب یہاں سے نکل کے جائے گا	بچہ کھولی کے کالے دل میں ہے
اپنے مجبور پیٹ کی خاطر	باپ مصروف سوتی مل میں ہے

VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:

(1) بچہ پیدا ہوتے ہی کہاں پہنچتا ہے؟

(2) بچہ تھوڑا بڑا ہونے پر کہاں جاتا ہے؟

(3) بچے کی محنت کیسے رنگ لاتی ہے؟

VII تفصیلی جواب لکھئے:

(1) ''نوالا'' اس نظم کا مرکزی خیال واضح کیجئے؟

(2) نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

عملی سرگرمی:

ان جملوں کی وضاحت کیجئے۔

(1) جسم چاندی کا دھن لٹائے گا

(2) خونین سرمائے کا نوالا ہے

(3) بچہ کھولی کے کالے دل میں ہے

(4) پوچھتی ہے یاں اس کی خاموشی۔ کوئی مجھ کو بچانے والا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

علامہ اقبالؔ

شیخ محمد اقبال 9/نومبر 1877ء کوسیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ محمد اقبال اس زمانے میں پیدا ہوئے، جس وقت مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے سخت مخالف تھے۔ لیکن نور محمد نے اپنے دونوں بیٹوں کو انگریزی تعلیم بھی دلائی۔ اقبال کے استاد مولوی میر حسن تھے۔ مولوی میر حسن نے اپنے شاگرد کو فارسی کے بڑے شاعروں کا کلام پڑھایا۔ کم عمری ہی سے اقبال نے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ مولوی میر حسن نے اقبال کی خوب حوصلہ افزائی کی۔ اس زمانے میں ہندوستان میں اردو کے مشہور و معروف شاعر داغ دہلوی تھے۔ اقبال نے شروع میں داغؔ سے اپنے کلام کی اصلاح کروائی۔ داغ نے اقبال جیسے کم عمر شاعر کی خوب ہمت بڑھائی۔ لاہور کالج میں اقبال پروفیسر آرنالڈ کے شاگرد تھے۔ پروفیسر آرنالڈ لندن یونیورسٹی میں عربی کے استاد بھی تھے۔ اسی زمانے میں اقبال نے اپنی مشہور قومی نظمیں ہمالہ اور ہندوستان ہمارا لکھیں۔ دوسری نظم تو گویا سب کا پسندیدہ ترانہ بن گیا۔ اس نظم نے لوگوں کے دلوں آزادی کی لگن پیدا کر دی۔ علامہ اقبال کی اردو شاعری کے مجموعے بانگ درا ، بال جبرئیل، ضربِ کلیم کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اسرار خودی، رموز بے خودی اور جاوید نامہ ان کی فارسی شاعری کی کتابیں ہیں، جن کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اقبال نے انگریزی میں بھی کئی مضامین لکھے۔ 21/فروری 1938ء کو لاہور میں اردو کے اس عظیم سپوت کا انتقال ہوا۔

اکائی 6

حصّۂ نثر

وطن کے رنگ برنگے پھول

ماخوذ

پھول قدرت کا ایک حسین، دلکش اور رنگین شاہکار ہے۔ پھول ایسی چیز ہے جس کو دیکھتے ہی خوشی کا احساس ہوتا ہے اور دل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت چھا جاتی ہے۔ پھول ہمارے دل کو تازگی بخشتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ پھول انسانی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہیں۔ عموماً خوبصورت چہرے کو پھول ہی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں پھولوں کی بڑی اہمیت ہے، عیدوں اور تہواروں میں پھول کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر پھولوں کی سجاوٹ پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جلسے جلوس میں آرائش کے لئے پھولوں کا بے انتہا استعمال ہوتا ہے۔

گل پوشی ہمارے تمدن کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ غرض انسانی زندگی میں پھول کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ پھول ماحول کو خوب صورت بناتے ہیں اور چمن کو رعنائی بخشتے ہیں۔

پھول نہ صرف خوب صورتی اور دلکشی عطا کرتے ہیں بلکہ اپنی خوشبو سے ماحول کو معطر بھی کرتے ہیں۔ پھولوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اکثر پھول ہی سے پھل بنتے ہیں۔ پھول مختلف مدارج سے گذر کر کبھی پھل اور کبھی بیج بن جاتے ہیں اور وہ اناج کے طور پر غذا میں استعمال ہوتے ہیں۔ پھول کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشبودار اور دوسرے بغیر خوشبو کے اور کچھ بے حد خوب صورت اور رنگین۔ خوشبودار پھولوں میں گلاب، چمپا، موگرا، چمبیلی، گل شبو، رات کی رانی، مدن مست وغیرہ ہیں۔ کم خوشبو والے چند پھول ہیں: سورج مکھی، کنول، جاسوت، گل ہزارہ، سدا سہاگن، گیندا، للّی اور گل چینی وغیرہ۔

گلاب:

یہ پھولوں کا راجا ہے۔ اس کا وطن شمالی ایران ہے۔ یہ خوشبودار بھی ہوتا ہے اور بغیر خوشبو والا بھی۔ کہتے ہیں کہ اس پھول کو مغل بادشاہ بابر نے ہندوستان میں لایا تھا۔ اس کا عطر ملکہ نور جہاں نے کشید کیا تھا۔ یہ پھول ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس پھول کو امن اور دوستی کی علامت مانا جاتا ہے۔ اس لئے بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کو بطورِ خاص تحفہ دیا جاتا ہے۔ یہ کئی رنگ کا ہوتا ہے۔ گلاب کے پھولوں پتیوں سے گل قند تیار کیا جاتا ہے جو نہایت لذیذ اور صحت بخش ہوتا ہے۔

موگرا:

موگرا کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ''بٹ موگرا'' بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ یہ ایک عمدہ قسم کا پھول ہے۔ یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر اس کی بہت مانگ ہوتی ہے۔ اور یہ نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کا عطر بھی کشید کیا جاتا ہے، جس کو ''کچی کلی'' کہتے ہیں۔

چنبیلی:

چنبیلی کو یاسمین بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک خوشبودار پھول ہے۔ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ ہندوستان میں پایا جاتا ہے۔ اس کے عطر سے صابن اور شیمپو بناتے ہیں۔ یاسمین کی چائے مقبول عام ہے۔ اس پھول کے رس سے پیٹ کے کیڑوں کو مارنے والی دوائیاں اور کینسر جیسے موذی مرض کی دوا بھی تیار کی جاتی ہے۔ امریکہ میں اس پھول سے دنیا کا سب سے قیمتی عطر ''جوائے'' تیار کیا جاتا ہے۔

گل شبو:

یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ نہایت خوشبودار پھول ہے۔ اس کی خوشبو دیرپا ہوتی ہے۔ اس کو ہندی زبان میں ''رجنی گندھا'' کہتے ہیں۔ گل شبو سے ہار اور گلدستے بنائے جاتے ہیں۔ عطریات بنانے کے لئے ساری دنیا میں یہ پھول استعمال ہوتا ہے۔

چمپا:

یہ پھول انڈونیشیا سے ہندوستان آیا ہے۔ یہ سفید اور زردی مائل نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ ہندوستان کے تمدن کا ایک حصہ ہے۔ اس کو مذہبی تہواروں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو تقریباً سو فیٹ کی دوری سے محسوس کی جاسکتی ہے۔

گیندا:

یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔ یہ پھول سارے ہندوستان میں اگایا جاتا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کو مختلف قسم کی دوائیاں بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کو مذہبی تہواروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ غذائی اشیاء اور کپڑوں کو رنگنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

جاسوت:

یہ نہایت دلکش پھول ہے۔اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔اس پھول سے مختلف قسم کی چائے تیار کی جاتی ہے۔الگ الگ ملکوں میں اس چائے کے مختلف نام ہیں۔ ہندوستان میں اس کو ''گدھل'' کہتے ہیں۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔اس کا استعمال فشار خون کو کم کرتا ہے۔ اور یہ گردے کی پتھری نکالنے میں بھی فائدہ مند ہے۔

کنول:

یہ ہندوستان کا قومی پھول ہے۔ یہ گلابی ،سفید اور نیلی رنگت کا ہوتا ہے۔ یہ کم خوشبو والا ہے، عام طور پر یہ تالابوں اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیدا ہوتا ہے، یہ دن میں کھلتا اور رات میں بند ہو جاتا ہے۔

سورج مکھی:

یہ پھول وسطی امریکہ سے ہندوستان لایا گیا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جدھر سورج ہوتا ہے اسی رخ پر کھلتا ہے۔اس لئے اس کو سورج مکھی کہتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔تجارتی پھولوں میں یہ بہت مشہور ہے۔اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے۔ جو ''سن فلور آئل'' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تیل صحت کے لئے نہایت مفید سمجھا جاتا ہے۔تیل نکالنے کے لئے اس کی اعلیٰ پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔اس پھول کی پتیاں اکثر جانوروں کو کھلائی جاتی ہیں۔

ان پھولوں کے علاوہ ''رات کی رانی ''نامی پھول بھی ہے جو صرف راتوں میں کھلتا ہے۔اور اس کی بھینی بھینی خوشبو دور تک پھیل جاتی ہے۔ایک اور پھول ''مدن مست'' ہے۔ یہ زرد مائل سبز ہوتا ہے۔اس پھول کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بیک وقت مختلف خوشبو دیتا ہے۔ایک اور پھول ''گل عباس'' ہے جو بغیر خوشبو والا ہے، یہ گلابی ،سفید، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ سال بھر دستیاب ہوتا ہے۔

پھولوں کے تصور، خوب صورتی ،خوشبو، رنگوں اور فوائد سے انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

فرحت	:	مسرت	آرائش	:	بناؤ، سنگھار۔ زیب و زینت
اٹوٹ	:	نہ ٹوٹنے والا	کاشت کاری	:	زراعت
گلپوشی	:	پھول پہنانا	عطر کشید کرنا	:	پھول سے عطر بنانا
بیرونی ممالک	:	باہر کے ممالک	تحفتاً	:	تحفے کے طور پر
اقامت گاہ	:	ٹھہرنے کی جگہ	موذی	:	تکلیف دینے والا
دیرپا	:	دیر تک رہنے والا	تہواروں	:	عید اور جشن
فشارِ خون	:	بلڈ پریشر (خون کا دباؤ)	تشبیہ دینا	:	مثال دینا

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجیے:

غذا	+	غذائیں	ملک	+	ممالک
قسم	+	اقسام	پتی	+	پتیاں
عطر	+	عطور	دوائی	+	دوائیاں
مرض	+	امراض	تہوار	+	تہواروں
بیج	+	بیجوں	جلسہ	+	اجلاس

III اضداد لکھ کر یاد کیجیے:

خوشبو	×	بدبو	مفید	×	مضر
مقبول	×	غیر مقبول	موذی	×	غیر موذی

IV مناسب الفاظ سے جملے مکمل کیجیے:

(1) پھول ہمارے دل کو .... بخشتے ہیں۔

(2) پھول انسانی زندگی کا .... حصہ ہیں۔

(3) .... کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔

(4) پھول ہی سے .... بنتے ہیں۔

(5) .... پھولوں کا راجہ ہے۔

(6) چنبیلی کو .... بھی کہتے ہیں۔

(7) سورج مکھی .... سے ہندوستان لایا گیا ہے۔

V جوڑ لگایئے:

الف		ب
گلاب	-	بٹ موگرا بھی اسی کی ایک قسم ہے
چمپا	-	دنیا کا سب سے قیمتی عطر ''جوائے''
چنبیلی	-	فشارِ خون کو کم کرتا ہے
جاسوت	-	پھولوں کا راجہ کہلاتا ہے
موگرا	-	انڈونیشیا سے ہندوستان آیا۔

VI مختصر جوابات لکھئے:

(1) کس کے نام سے دل ودماغ کو فرحت محسوس ہوتی ہے؟

(2) پھول کس کی نشانی ہے؟

(3) شادی بیاہ میں کس چیز پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں؟

(4) کون سے پھول کے استعمال سے فشارِ خون میں کمی واقع ہوتی ہے؟

(5) چند خوشبودار پھولوں کے نام گنایئے؟

VI تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) گلاب کے بارے میں چند جملے لکھئے؟

(2) موگرا پھول کے فوائد بتایئے؟

(3) چنبیلی کے پھولوں سے کیا تیار کیا جاتا ہے؟

(4) گل شبو کے دوسرے نام بتاتے ہوئے ان کے طریقہ استعمال بھی بتایئے؟

(5) سورج مکھی کی خصوصیات بتاتے ہوئے اس کے فوائد بتایئے؟

عملی سرگرمی

(الف) اپنے ماحول میں پائے جانے والے مزید پھولوں کے نام، اور ان کی خصوصیات پر معلومات جمع کریں۔

اکائی 6

حصّۂ غزل

غزل

پی۔ ایس۔ عبدالباری مخلصؔ

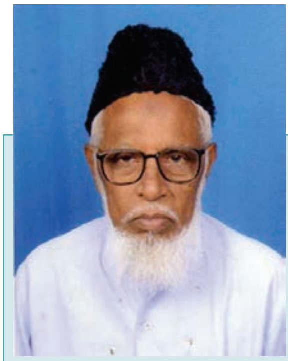

سیکھنے کے مقاصد

- غزل کی معنویت سے واقف کرانا۔
- دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کی زندگی کی ہمیشگی کو ذہن نشین کرانا۔
- اپنی عقل ودانش مندی پر فخر نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری کرتے ہوئے عاجزی اختیار کرنا۔
- دنیا میں رہ کر خدا کے بندوں کی اس طرح خدمت کرنا کہ لوگوں میں نیک نام باقی رہے اور خدا بھی راضی ہو جائے۔

شاعر کا تعارف

نام پی ایس عبدالباری، پیدائش 1938ء، شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری پر بھی مکمل قدرت حاصل ہے، خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اردو سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں، ماہنامہ ''نشانِ منزل'' اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے جو آپ مسلسل بائیس برس سے ہر ماہ شائع کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں۔کئی ایوارڈس آپ حاصل کر چکے ہیں۔

موت اور زندگی پہ کسے اختیار ہے
کب یہ جہاں کسی کے لئے سازگار ہے

تیری بساط کیا ہے یوں اترانا چھوڑ دے
مانا کہ اپنے شہر میں تو مالدار ہے

یہ تیری عقل، تیری زباں ، تیری ہے کہاں
اس کا کرم ہے، یہ بھی جو تو ہوشیار ہے

دنیا کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
خالق وہی ہے سب کا، جو پروردگار ہے

ایسا پیام چھوڑ کے جا، اس جہاں سے
سب بول اٹھیں کہ کام ترا شاندار ہے

خوفِ خدا سے آنکھ جو پُر نم ہوئی تری
یہ جان لے کہ آگے تیرا بیڑا پار ہے

کرتا ہے وہ خلوص سے خدمت ہر ایک کی
مخلصؔ بھی آپ ہی کی طرح خاکسار ہے

اس غزل کو زبانی یاد کیجئے

حاصلِ کلام

شاعر مخلصؔ اس غزل میں کہتے ہیں کہ موت اور زندگی پر انسان کا کچھ اختیار نہیں ہے اور یہ دنیا کی مختصر زندگی یکساں طور پر سازگار نہیں ہوتی۔ حالات اچھے اور برے آتے رہتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے فخر و غرور کرنے والے شخص اپنی مالداری پر فخر نہ کر۔ یہ کام آنے والی چیز نہیں ہے۔ تجھے اپنی عقل، بولنے کی قوت وغیرہ پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔

یہ بات جان لینا چاہئے کہ دنیا و آخرت سب کے خالق و مالک اکیلے اللہ تعالیٰ ہیں اور وہی سب کے پالنے والے ہیں۔ اے انسان ، دنیا میں رہ کر ایسے عمل کر کہ تیرے جانے کے بعد بھی تیرا نام زندہ رہے۔ خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ جہنم میں نہیں جا سکتی۔ تقویٰ اور خوفِ خدا رکھنے والے شخص کو آخرت میں ضرور کامیابی ملے گی۔

مقطع میں شاعر اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مخلصؔ آپ ہی کی طرح ایک عاجز انسان ہے جس کا شیوہ ہر ایک کی پُرخلوص خدمت کرنا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سازگار	:	موافق	بساط	:	حیثیت، وسعت، مقدور
اترانا	:	گھمنڈ کرنا، فخر و غرور کرنا	ہوشیار	:	، بیدار، چالاک
عقبیٰ	:	آخرت	خالق	:	پیدا کرنے والا خدا
پروردگار	:	پالنے والا، رب	پیام	:	پیغام
شاندار	:	عالی شان، بلند	آنکھ کا پرنم ہونا	:	آنکھ کا تر ہونا، جذبات میں آنا
خاکسار	:	عاجز	کرم	:	مہربانی

II اضداد لکھئے:

موت	×	زندگی	سازگار	×	ناسازگار
مال دار	×	غریب	ہوشیار	×	بے وقوف
دنیا	×	عقبیٰ۔ آخرت	خالق	×	مخلوق

III واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے

اختیار	+	اختیارات	عقل	+	عقلیں
زندگی	+	زندگیاں	آنکھ	+	آنکھیں
خدمت	+	خدمات			

IV بحوالۂ متن تشریح کیجیے:

(الف) ایسا پیام چھوڑ کے جا، اس جہاں سے
سب بول اٹھیں کہ کام ترا شاندار ہے

(ب) خوفِ خدا سے آنکھ جو پُرنم ہوئی تری
یہ جان لے کہ آگے تیرا بیڑا پار ہے

V مصرعہ مکمل کیجیے:

(1) موت اور زندگی پہ ....
.... کسی کے لئے سازگار ہے

(2) .... یوں اترانا چھوڑ دے
مانا کہ اپنے شہر میں ....

VI مناسب ترین جواب منتخب کیجیے:

(1) یہ تیری.........................، تیری زبان، تیری ہے کہاں
(الف) عقل (ب) ناک (ج) آنکھ

(2) اس کا .... ہے، یہ بھی جو تو ہوشیار ہے
(الف) فضل (ب) کرم (ج) مہربانی

(3) .... کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
(الف) آخرت (ب) محشر (ج) دنیا

(4) خالق وہی ہے سب کا، جو .... ہے
(الف) رب (ب) پروردگار (ج) اللہ

VII مختصر جوابات لکھیے:

(1) کیا موت اور زندگی پر کسی کو اختیار ہے؟
(2) عقل و شعور، زبان دانی، ہوشیاری وغیرہ یہ سب کس کی دی ہوئی نعمتیں ہیں؟
(3) دنیا و آخرت کے خالق و مالک کون ہیں؟
(4) دنیا کی زندگی کیسے گزارنا چاہئے؟
(5) آخرت کی کامیابی کے لئے کس بات کی ضرورت ہے؟
(6) آخری شعر میں شاعر مخلص کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

کیا تم جانتے ہو؟

اس غزل کے دو شعروں میں صنعت تضاد پائی جاتی ہے۔

موت اور زندگی پہ کسے اختیار ہے
کب یہ جہاں کسی کے لئے سازگار ہے
اس شعر میں موت اور زندگی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

دنیا کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
خالق وہی ہے سب کا، جو پروردگار ہے
اس شعر میں دنیا اور عقبیٰ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

عملی سرگرمی:

شاعر بڑے اردو کے بڑے خدمت گذار ہیں،
استاد کی مدد سے اس موضوع پر چند جملے لکھئے۔

اکائی 6

سرسری مطالعہ

کہیں آہ نہ لگ جائے

تلخیص: سید محمود۔ پرنام بٹ

ہمایون ایک غریب ماں باپ کا بیٹا تھا، جب بھی وہ ہوائی جہاز کو آسمان پر اڑتا ہوا دیکھتا اسے خواہش ہوتی کہ وہ بھی ایک پائلٹ ہوتا اوراسی طرح جہاز اڑاتے پھرتا، وہ ایک ذہین اور ہونہار طالب علم تھا اس کی دلچسپی، شوق، حوصلہ اورلگن کو دیکھ کراس کے ماں باپ نے بھی اس کا ساتھ دینے کا ارادہ کرلیا۔

ہمایون کے والد ایک کارڈرائیور تھے، وہ اپنے علاقہ کے ایک مالدار شخص کے ہاں نوکری کرتے تھے، مگران کا مالک نہایت بد دماغ، تنگ نظراورکنجوس تھا۔ تنخواہ بڑھانے کا نام کبھی نہ لیتا اور نہ ہی وقت پر دیتا، جب سے یہ پتہ چلا کہ ان کالڑکا ہمایون بھی اسی مہنگے اسکول کا طالبِ علم ہے جہاں اس کا بیٹا تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وہ بہت ہی ذہین اور پوری کلاس میں فرسٹ آتا ہے، اس وقت سے اس کا برتاؤ ہمایون کے والد سے ٹھیک نہیں چل رہا تھا۔ وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ ایک ادنیٰ ملازم کا بیٹا اس اسکول میں پڑھے جہاں اس کا بیٹا پڑھتا ہو۔

بار بار یہی کہتا کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اتنے مہنگے اسکول میں بچہ کو پڑھانے کی کیا ضرورت، لیکن ہمایون کے والد ارادے کے پکے تھے وہ اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے روکھا سوکھا کھا کراس کی فیس ادا کرتے تھے۔

مالک کی گندی ذہنیت سے عاجز آ کر ہمایون کے ابو نے اس کی نوکری چھوڑ دینے کی ٹھان لی مگران کا مالک انہیں اتنی آسانی سے کیسے جانے دیتا، وہ جانتا تھا کہ ایسا محنتی اور وقت کا پابند ڈرائیور اسے کہاں سے ملے گا؟ اس نے نہ صرف بحث وتکرار کرنی شروع کی بلکہ ان پر الزام بھی لگانے لگا۔

مہینہ کی آخری تاریخ تھی، صبح سویرے وہ چارپائی پر لیٹے اسی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اخراجات کس طریقہ سے مکمل ہوں گے اوران کے بچہ کا کیا ہوگا۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ ہمایون ان کے سرہانے آبیٹھا، اچانک آسمان پر ایک طیارہ کی آواز سنائی دیتی ہے اور تھوڑی ہی دیر میں یہ جہاز سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا سینہ چیرتے ہوئے غائب ہوجاتا ہے۔ ہمایون کی دلی کیفیت اور بے پناہ حسرت کو دیکھ کراس کے ابو کا دل جھوم اٹھا اور وہ ملازمت کا ارادہ ترک کر کے کسی اچھی جگہ ڈیوٹی پر جانے کی ٹھان لیتے ہیں تاکہ ہمایون کی تعلیم جاری رہے اور وہ خوب ترقی کرے۔

اسی خواب وخیال میں وقت گذرتا گیا اور وہ اپنے فرائض انجام دینے کے لئے مالک کے گھر روانہ ہوگئے، مالک کا لڑکا انہیں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا تاکہ وہ بینک جاکر اپنا کام نمٹائے۔

بینک کا کام پورا ہونے کے بعد ایک ایسی جگہ دونوں نکل پڑتے ہیں جہاں درمیان میں ایک سنسان جنگل آپڑتا ہے، اچانک دونوں کی نگاہ پڑتی ہے کہ چار موٹر سائیکل سوار ان کی کار کا پیچھا کرتے ہوئے کار کو روک لیتے ہیں اور کار میں بیٹھے ہوئے مالک کے بیٹے سے روپیوں بھرا بریف کیس چھیننے لگتے ہیں۔مزاحمت کرنے پر ان رہزنوں نے سر پر گولی ماردی اور بریف کیس لے کر بھاگ گئے۔

یہ ناگہانی حادثہ ایسا آناً فاناً پیش آیا کہ ہمایون کے ابو کو کچھ سوچنے کا موقع تک نہ ملا، پھر بھی انہوں نے دانش مندی سے کام لیتے ہوئے فوراً کار کا رخ اسپتال کی طرف موڑ دیا۔مگر ڈاکٹروں نے معاینہ کرکے اسے مردہ قرار دے دیا۔ ہمایون کے والد کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ اُدھر مالک کا اپنے بیٹے کی موت کے صدمہ سے برا حال تھا۔ اس نے ہمایون کے ابو کی برسوں کی وفاداری اور ایمانداری کو بالائے طاق رکھ کر محض شک کی بنیاد پر دولت اور رشوت کے زور پر انہیں جیل بھیج دیا۔

ہمایون کے ابو جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے مگر وہ وہاں بھی اپنے بہترین اخلاق اور خوش مزاجی کا ثبوت دیتے رہے۔ وہاں بھی وہ انسان تو انسان، پرندوں کی دیکھ بھال تک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔جس طرح گھر پر پنجرے میں پالے ہوئے پرندوں کو خود کھانا کھانے سے پہلے وہ دانے ڈالا کرتے تھے ویسا ہی معمول انہوں نے جیل میں بھی بنا رکھا۔ درختوں کی شاخوں پر مٹی کے پیالے باندھ کر لٹکا دیتے، صبح و شام ان میں پانی ڈالتے اور جیل میں جو کھانا ملتا اس کے تھوڑے ٹکڑے چڑیوں کو بھی کھلا دیا کرتے تھے۔ان کی یہ ادائیں جیل کے قیدیوں کو متاثر کر گئیں اور قید خانہ کا عملہ بھی ان کی اس خدمت اور مخلوقِ خدا سے محبت کے نتیجہ میں ہمدرد بن گیا۔

اسی طرح چند ماہ گزر گئے کہ ایک دن دوپہر کے وقت ہمایون کھانا کھانے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک فقیر کی آواز آتی ہے۔ وہ فوراً اٹھتا ہے اور گھر میں موجود، دو سوکھی روٹیاں اور ٹھنڈا پانی فقیر کو دے آتا ہے۔فقیر مسکراتے ہوئے کھانے لگتا ہے کہ اچانک اس کی نظر پرندوں کے لٹکے ہوئے پنجرہ پر پڑتی ہے جہاں پرندے چوں چوں اور چیں چیں کی آواز سے آپس میں ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے ہیں۔

شاید فقیر نے ان کی بیکسی کو محسوس کر لیا اسی لئے تو اس نے ہمایون سے کہا کہ وہ ان پرندوں کو آزاد کردے تاکہ وہ آزادی سے جہاں چاہیں رہ سکیں لیکن ہمایون ان سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور حیلہ حوالہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ شاہ صاحب! ہم نے ان پرندوں کو قیمت دے کر خریدا ہے، یہ ہمارا دل بہلاتے ہیں اور ہم انہیں بھوکا بھی نہیں رکھتے۔فقیر نے جواب دیا بیٹا! جس طرح تم اپنے ابو کی رہائی چاہتے ہو اسی طرح یہ بھی اپنی آزادی چاہتے ہیں۔اللہ تمہارے ابو کا راستہ آسان کرے۔

اتنا سنتے ہی اس نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا اور پورے پرندوں کو آزاد کر دیا اور پرندوں کی چہچہاہٹ اور شور مچانے کو دیکھ کر وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔

اس واقعہ کو ہوئے چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ ہمایون ایک دن دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔خلافِ توقع اس کے ابو آتے ہوئے

دکھائی دئے، پہلے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا پھر جیسے ہی دوڑ کر وہ قریب گیا تو اپنے ابو سے چمٹ گیا۔ بات یہ تھی کہ اصل مجرم پکڑے گئے اورانہوں نے اپنا جرم قبول کرلیا۔ ہمایون کے ابو بے گناہ ثابت ہوئے اور انہیں با عزت بری کر دیا گیا۔

خوشی سے ہمایون کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، اسے پھر ایک بار اپنی امید اور خواب پورے ہوتے نظر آنے لگے اور وہ اپنے والدین کی غریبی اور ان کے درد کو محسوس کرتے ہوئے تعلیم میں پہلے سے بھی زیادہ دل لگانا شروع کردیا۔ ادھر ان کے ابو بھی ایک بڑی کمپنی میں ملازم ہو کر کام کرنے لگ گئے۔ زندگی کے شب و روز اچھی طرح کٹ رہے تھے۔ اور وہ تعلیم کے مدارج طے کرتے ہوئے ایک بہت بڑا افسر بن گیا، اور وہ کبھی بھی خدمتِ خلق کے جذبہ کو نہیں بھلا پایا۔ اس کی امید آخر کار رنگ لائی اور اس کے خواب مکمل ہو گئے۔

ہمایون کے ابو کا مالک مظلوموں کی بددعا اور اپنے بیٹے کی موت کے صدمہ سے ذہنی مریض بن کر پاگل خانہ میں اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہو گیا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

پرواز	اُڑان	فضا	ہوا
تکمیل	پورا ہونا	لگن	شوق۔دلچسپی
ہونہار	لائق و فائق	شہرت یافتہ	مشہور
ذہین	چالاک	برجستہ	بے ساختہ۔ بروقت
ادنیٰ ملازم	معمولی نوکر	مکار	دھوکہ باز
عیار	مکار۔فریبی	اعتماد	بھروسہ
دل لرزنا	کانپنا	مزاحمت	روک۔ممانعت
سنسان	ویران۔خاموش	ناگہانی	اچانک
رہزن	لٹیرا۔ڈاکو	صدمہ	تکلیف
دانشمندی	عقلمندی	بری ہونا	بے گناہ ثابت ہوجانا
رہائی	چھٹکارا		

اس سبق میں موجود محاورے :

سانپ لوٹ جانا (محاورہ) : بہت زیادہ بے تاب ہونا

پیروں تلے زمین کھسکنا (محاورہ) : بہت زیادہ پریشان ہونا

خوشی سے پھولے نہ سمانا (محاورہ) : بہت ہی خوش ہونا

II مناسب ترین جواب منتخب کر کے لکھئے:

(1) .... ایک ذہین اور ہونہار طالب علم تھا۔

(الف) ہمایون (ب) فرقان (ج) نعمان

(2) ہمایون سرہانے بیٹھے آسمان پر ایک ....کی آواز سنتا ہے۔

(الف) پرندے (ب) طیارہ (ج) بادل کی گرج

(3) چار موٹر سائیکل سواروں نے ....کا پیچھا کرتے ہوئے انہیں لوٹ لیا

(الف) موٹر سائیکل (ب) بس (ج) کار

(4) درختوں کی شاخوں پر ہمایون کے ابو جیل میں ....کے پیالے پرندوں کے لئے باندھ کر لٹکا دیتے تھے

(الف) مٹی (ب) اسٹیل (ج) پلاسٹک

(5) ہمایون نے پنجرے سے سارے .... کو آزاد کر دیا

(الف) درندوں (ب) پرندوں (ج) جانوروں

III مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) ہمایون کو کون سی چیز متاثر کرتی تھی اور وہ کس فکر میں ڈوبا ہوا تھا؟

(2) ہمایون کس قسم کا طالب علم تھا؟

(3) ہمایون کے والد کہاں اور کیا کام کرتے تھے؟

(4) ہمایون کے والدین نے اپنے بچہ کی تعلیم کے لئے کس قسم کی قربانی دی؟

(5) ہمایون کے والد کو کس وجہ سے جیل جانا پڑا؟

(6) فقیر نے ہمایون سے کیا کہا؟

(7) ہمایون کی محنت کا کیا صلہ ملا؟

(8) '' کہیں آہ نہ لگ جائے'' اس کہانی سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے؟

IV۔ تفصیلی سوال :

(1) کہیں آہ نہ لگ جائے، اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

کام کی باتیں

- طالب علم کو علم سے محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
- ہر مشکل میں جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہئے۔
- تجربہ انسان کا بہترین معلم ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اس کا ذریعہ تعلیم ہے۔

اکائی 6

قواعد

بے جان اسموں کی تذکیروتانیث

جان دار اسموں کے علاوہ بے جان اسم بھی مذکر یا مؤنث ہوتے ہیں ۔ بے جان اسموں کی تذکیروتانیث کے لئے درج ذیل قاعدے یاد رکھنا چاہیئے

(1) دریا نیزہ دانا آٹا ٹولہ پروانہ

اوپر دی گئی مثالوں کے آخر میں الف یا ہ ہے تو ایسے الفاظ اکثر مذکر بولے جاتے ہیں۔آپ بطور قاعدہ اس طرح یاد رکھیں ۔

ایسے الفاظ جن کے آخر میں '' الف '' یا '' ہ'' ہو تو وہ عام طور پر مذکر بولے جاتے ہیں۔

(2) جمعہ ہفتہ اتوار پیر منگل جنوری فروری مارچ اپریل مئی

یہ دنوں اور مہینوں کے نام ہیں ۔ یہ مذکر ہی ستعمال ہوتے ہیں ۔جمعرات ایک ایسا دن ہے جو مؤنث کے طور پر مستعمل ہے کیونکہ اس کے آخر میں '' ت '' موجود ہے۔

(3) درختوں کے نام:

آم پیپل جامن شیشم انار نیم امرود کیکر وغیرہ

کے درخت بھی عام طور پر مذکر ہی استعمال کئے جاتے ہیں۔

(4) پہاڑی روٹی لاٹھی جھاڑی لکڑی مٹی کاپی کھیتی

ان مثالوں پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر مثال کے آخر میں لفظ '' ی '' موجود ہے اور اس کو آپ مؤنث استعمال کریں گے ۔قواعد کی اصطلاح میں اس کا قاعدہ یہ ہوگا۔

جن الفاظ کے آخر میں '' ی '' ہو وہ عموماً مؤنث ہی بولے جاتے ہیں۔

(5) اسی طرح رات، رحمت، اجازت، چھت، موت، کہاوت، بات، لات، مات، عادت وغیرہ ہر لفظ کے آخر میں '' ت '' موجود ہے تو یہ بھی مؤنث ہوں گے۔ اس کا قاعدہ اس طرح ہوگا

جن الفاظ کے آخر میں '' ت '' ہو وہ مؤنث بولے جاتے ہیں۔

مشق :

(1) مذکر کسے کہتے ہیں؟

(2) جمعرات کیوں مؤنث کہلاتا ہے؟

(3) چند مذکر درختوں کے نام بتاؤ

(4) مؤنث کسے کہتے ہیں؟

(5) رات، چھت، موت کون سی جنس ہے؟

مضمون نویسی کا ایک نمونہ

"جانوروں پر رحم و کرم" اس عنوان پر ایک مضمون لکھیے:

جانوروں پر رحم و کرم

جانور بھی ہماری طرح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ جو جان رکھتے ہیں اور دکھ درد کا احساس بھی رکھتے ہیں۔ یہ ہماری خدمت کرتے اور ہماری غذا کے لئے دودھ اور گوشت فراہم کرتے ہیں۔ اس لئے ہمیں تمام جانوروں کے ساتھ نرمی، محبت اور ہمدردی کا سلوک کرنا چاہئے۔ جو لڑکے خواہ مخواہ جانوروں کو ستاتے اور تکلیف دیتے ہیں وہ اچھے لڑکے کہلا نہیں سکتے اور ان کا شمار ظالموں اور بے رحموں میں ہوتا ہے۔

دنیا کے ہر مذہب میں جانوروں کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور خاص کر ہمارے مذہبِ اسلام میں تو اس کی بڑی ہی تاکید کی گئی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت صرف اس لئے دوزخ میں ڈال دی گئی کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا تھا اور ایک شخص کو اس لئے جنت میں بھیج دیا گیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ جانوروں کے ساتھ نرمی اور محبت کا سلوک کریں، کیوں کہ وہ بھی ہماری طرح جان رکھتے ہیں اور تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ ان کو ستانا اور تکلیف دینا بری بات ہے۔ لیکن ایسے جانور جو انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں جیسے سانپ، بچھو وغیرہ ان کو ضرورت پر مار سکتے ہیں، ورنہ دوسرے تمام جانوروں کے ساتھ عام طور پر اچھا ہی سلوک کرنا چاہئے۔

ہم جن جانوروں کو اپنے گھروں میں پالتے اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کو اچھی غذا دینی چاہئے۔ ان کو پاک صاف، آرام دہ مقام پر رکھنا چاہئے، اور ان سے کام لینے میں نرمی اور ہمدردی کا خیال رکھنا چاہئے اور کام کے بعد ان کو آرام بھی دینا چاہئے۔ ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا، ان کو مارنا اور ستانا بہت بری بات ہے۔

جو لوگ جانوروں پر ظلم کرتے ہیں، وہ انسانوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کر سکتے۔ وہ بڑے سخت دل اور ظالم بن جاتے ہیں اور اپنے ظلم و ستم کی وجہ سے دوسروں کی نظر میں بھی برے اور ناپسندیدہ بن جاتے ہیں اور ان کی یہ بری عادت اور بے رحمی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی اور ترقی کرتے چلی جاتی ہے۔

اکائی 7

حصّہ نظم

میں ملک میں لکھ پڑھ کے بہت نام کروں گا

سیمابؔ اکبرآبادی

سیکھنے کے مقاصد

- محنت وکوشش سے جی نہ چرانا
- اپنے وطن سے محبت کا اظہار کرنا
- وطن کی ہمیشہ خدمت کرتے رہنا
- وطن کی ترقی کے لئے اسباب تلاش کرنا اور اسے روبہ عمل لانا

شاعر کا تعارف

عاشق حسین سیمابؔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ایف اے تک بھی تعلیم مکمل نہ ہوئی تھی کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ 1897ء میں تعلیم چھوڑنی پڑی۔ شاعری کا شوق فطری تھا۔ سیمابؔ امتحان کے پرچوں میں فارسی اشعار کا ترجمہ بلاتکلف اردو اشعار میں کر دیتے تھے۔ سیمابؔ داغ کے شاگرد تھے، ان کی شاعری بلند خیالات اور انسانی جذبات کی ترجمانی ہے۔ کانپور میں کچھ عرصہ تک ملازم رہے، بعد میں استعفےٰ دے کر آگرہ میں اپنا ادارہ '' قصرالادب '' قائم کیا۔ سینکڑوں نوجوان ان کے شاگرد ہوئے۔ سیمابؔ کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ '' کارِامروز ''، '' حکیم عجم ''، ''پیام فردا '' وغیرہ ان کے اہم مجموعے ہیں۔

میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا
کاہل نہ بنوں گا نہ میں آرام کروں گا
جس کام میں بہبود ہو وہ کام کروں گا
ہر کام غرض قابلِ انعام کروں گا
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

میں جانتا ہوں ملک کو کیا کیا ہے ضرورت
پھر کیوں نہ کروں گا میں بھلا ملک کی خدمت
مدت سے نہیں ہند میں مقبول تجارت
کوشش میں کروں گا کہ بڑھے صنعت و حرفت
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

میں جانتا ہوں رنج سے مغلوب وطن ہے
پیارا ہے بہت اور بہت خوب وطن ہے
سو جان سے میرا مرغوب وطن ہے
خادم میں بنوں گا مجھے محبوب وطن ہے
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

لاؤں گا بلندی پہ میں یوں اہلِ وطن کو
چھو لیں گے کبھی ہاتھوں سے سورج کی کرن کو
دوں گا میں نئے پھول ہر ایک شاخِ سمن کو
فردوس بناؤں گا میں بھارت کے چمن کو
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

حاصلِ کلام

شاعر سیمابؔ اپنی اس نظم میں ایک باشعور بچہ کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والے نیک اور پاکیزہ ارادوں کو اشعار کا جامہ پہناتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ دن رات ملک کی خدمت کرنے کے لئے پڑھ لکھ کر نام پیدا کرنا چاہتا ہے، کاہلی و سستی، آرام و راحت کو چھوڑ کر فلاح و بہبود کے ایسے کام کرنا چاہتا ہے جو انعام کے لائق ہوں۔

ملک کی ضرورت اور اسے ترقی کی راہ پر لانے کے لئے، یہاں کی تجارت کو پسندیدہ اور صنعت و حرفت کو آگے بڑھانے کے لئے شاعر دن رات کوشش کرنے کا عزم کرتا ہے۔

شاعر کے نزدیک اس کا وطن، پیارا اور بہت پسندیدہ ہے اس لئے وہ اپنے وطن کا خادم بننا چاہتا ہے، اسے بلندی کی منزلوں پر پہنچانے کے لئے سورج کی کرنوں تک کو چھو لینا چاہتا ہے، ملک کے ہر چنبیلی کی ڈالیوں پر تازہ پھول اور یہاں کے ہر چمن کو جنت کا نمونہ بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کے بھارت کا چمن ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سحر	:	صبح	کاہل	:	سست
بہبود	:	بہتری، بھلائی، کامیابی	مدت	:	عرصہ، زمانہ
مقبول	:	پسندیدہ، مشہور	صنعت	:	کاریگری۔ دستکار
حرفت	:	پیشہ، کاریگری، ہنر	رنج	:	دکھ، غم
صنعت وحرفت	:	ہاتھ یا مشین سے چیزیں بنانا			
مغلوب	:	ہارا ہوا	خادم	:	ملازم۔ نوکر
شاخِ سمن	:	چنبیلی کی ڈالی	فردوس	:	جنت
کرن	:	شعاع			

II اضداد لکھ کر یاد کیجیے:

سحر	×	شام	قابل	×	ناقابل
سست	×	چست	دکھ	×	سکھ
ہار	×	جیت	پھول	×	کانٹا

III درجِ ذیل الفاظ کی جمع لکھیے:

خدمت	+	خدمات	انعام	+	انعامات
ملک	+	ممالک	غرض	+	اغراض
بلندی	+	بلندیاں			

IV مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ بھرتی کیجیے:

(1) میں ملک کی خدمت .... وشام کروں گا

(الف) سحر (ب) صبح (ج) رات

(2) .... نہ بنوں گا نہ آرام کروں گا

(الف) سست (ب) چست (ج) کاہل

(3) جس کام میں .... ہو وہ کام کروں گا

(الف) فلاح (ب) بہبود (ج) کامیابی

(4) ہر کام غرض قابلِ .... کروں گا

(الف) اکرام (ب) تکریم (ج) انعام

V جوڑ لگائیے:

میں جانتا ہوں ملک کو	کیا کیا ہے ضرورت
پھر کیوں نہ کروں گا	میں مقبول تجارت
مدت سے نہیں ہند میں	بڑھے صنعت وحرفت
کوشش میں کروں گا کہ	بھلا ملک کی خدمت

VI بحوالۂ متن تشریح کیجیے:

(الف) لاؤں گا بلندی پہ میں یوں اہلِ وطن کو
چھو لیں گے کبھی ہاتھوں سے سورج کی کرن کو

(ب) دوں گا میں نئے پھول ہر ایک شاخِ سمن کو
فردوس بناؤں گا میں بھارت کے چمن کو

VII درجِ ذیل سوالات کے جوابات لکھئے:

(1) بچہ سحر وشام کیا کرنا چاہتا ہے؟
(2) بچہ ہر کام کیسے کرنا چاہتا ہے؟
(3) بچہ ملک میں مدت سے کس مقصد کے لئے کوشش کرتا ہے؟
(4) وطن کس سے مغلوب ہے؟
(5) بچہ اپنے ہاتھوں سے کس کو چھو لینا چاہتا ہے؟
(6) بچہ بھارت کے چمن کو کیا بنانا چاہتا ہے؟

VIII تفصیلی جوابات لکھئے:

(الف) بچہ کس طریقہ سے ملک کو روشن کرنے کی خواہش کرتا ہے مفصل لکھئے؟
(ب) نظم ''میں ملک میں لکھ پڑھ کر بہت نام کروں گا'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

جواہر پارے

- اللہ کے نیک بندے جب دوسرے انسانوں کو بھلائی کا راستہ دکھاتے ہیں تو وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کی بات کوئی سنتا ہے یا نہیں، وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسو سال تک لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے رہے۔
- بعض اوقات دعائیں رب کے فیصلے نہیں بدلتے، مگر آپ کا دل بدل دیتی ہیں اور رب کے فیصلے کے مطابق کر دیتی ہیں۔
- جسے برداشت کرنا آ گیا، اس کو زندگی گذارنے کا ہنر آ گیا۔

اکائی 7
حصّۂ نثر

مثبت اور منفی سوچ کے اثرات ونتائج

حافظ ابرار الحق حسن

سوچ کے ہمیشہ دو انداز ہوتے ہیں ایک کو مثبت انداز (Positive thinking) کہتے ہیں اور دوسرے کو منفی انداز (Negative thinking) کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک گلاس یا پیالہ آدھا پانی سے بھرا ہوا ہے، اب سوچنے کے دو انداز ہیں۔ کسی نے دیکھ کر کہا کہ گلاس آدھا خالی ہے، اس نے ٹھیک کہا، مگر یہ منفی سوچ ہوگی۔ اور دوسرا مثبت سوچ رکھنے والا دیکھ کر خوش ہو کر کہتا ہے کہ گلاس پانی سے آدھا بھرا ہوا ہے۔

ایک ٹہنی ہے اس پر گلاب بھی ہے اور کانٹے بھی ہیں اس کو دیکھ کر ایک شخص اپنا تاثر پیش کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کیا بات ہے جہاں گلاب ہوتے ہیں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ یہ منفی سوچ کا نتیجہ ہے۔ دوسرا مثبت سوچ رکھنے والا شخص کہتا ہے یہ سوچو کہ دنیا میں اگر کانٹے ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ پھول بھی تو ہوتے ہیں۔ پہلے شخص کی نظر نقصان کی چیز کی طرف گئی اور وہ الجھن کا شکار ہوا۔ دوسرے شخص کی نظر خوبی اور فائدہ کی چیز کی طرف گئی اور وہ خوش اور پُرسکون ہے۔

مثبت طریقہ سے سوچنے والا بات کو ایسے سلیقہ سے پیش کرتا ہے کہ سننے والے کا دل خوش ہو جاتا ہے اس کے برعکس منفی طرز سے بات کرنے والا مخاطب کو ناراض کر دیتا ہے اور اس کا دل توڑ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مثبت سوچ رکھنے والا سمجھ دار شخص منفی خبر میں سے بھی مثبت پہلو کو نکال لیتا ہے۔ ترکی کے عثمانی خاندان کے آخری بادشاہ سلطان عبدالحمید جنھوں نے خلافتِ عثمانی کو بچانے کی آخر تک ممکنہ کوشش کی ان کے دور میں برطانوی انگریزوں کا دنیا کے مختلف ملکوں میں غلبہ ہو رہا تھا۔ ترکی سلاطین کی انگریز اور ان کے اتحادیوں کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ترکوں نے بہت بہادری کا مظاہرہ کیا مگر ترکوں کے ساتھ دینے والے کم ہوتے گئے۔ ہر جگہ پر انگریزوں کا تسلط ہوتا گیا۔ اس وقت کسی خیر خواہ نے سلطان عبدالحمید سے کہا کہ آپ کب تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جنگ بندی کر کے مصالحت کر لیں۔ آپ کی پوزیشن اس وقت ایسی ہے جیسے بتیس (32) دانتوں کے درمیان زبان کی ہوتی ہے یعنی ہر طرف سے آپ دشمنوں کے نرغہ میں ہیں۔ سلطان عبدالحمید نے برجستہ جرأت مندانہ جواب دیا۔ دانت تو ایک ایک کر کے سب گر جاتے ہیں لیکن زبان آخر تک باقی رہتی ہے۔ یہ ہے مثبت سوچ، جس سے آدمی جرأت مندی کے ساتھ کسی بھی بڑے کام کے لئے قدم اٹھا لیتا ہے۔

جس بچے کی مثبت انداز سے اچھی تربیت ہوتی ہے وہ بڑا ہو کر ہر ایک کا ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ حفظِ مراتب کا اُسے پاس و لحاظ ہوتا ہے۔ بات کرنے کا سلیقہ اس کے اندر ہوتا ہے۔

ایک واقعہ سے آپ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔ حضرت عباسؓ جو حضور ﷺ کے چچا تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہاں میری عمر زیادہ ہے۔

اصول کی بات یہ ہے کہ انسان کی شخصیت پر اس کی سوچ کا اثر ہوتا ہے۔ اگر وہ مثبت سوچ رکھے تو اس کی شخصیت میں اس کے حساب سے ترقی ہوتی ہے اور اگر منفی سوچ رکھے تو اس کی شخصیت اسی حساب سے نشو و نما پاتی ہے۔

مثال کے طور پر آپ ذرا غور کیجئے۔ مکھیاں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک شہد کی مکھی کہلاتی ہے اس کی سوچ مثبت ہوتی ہے۔ لہذا اس کو معطر فضا کی تلاش ہوتی ہے۔ یہ آپ کو پھولوں کے پاس ملے گی۔ وہ پھلوں کے باغ میں اُڑ رہی ہوگی، صاف ستھری جگہوں پر رہے گی۔ یہ وہاں سے امرت (پھلوں کا رس) حاصل کرے گی اور اسے لذیذ غذا شہد میں تبدیل کرے گی، جو سب کے لئے فرحت بخش ہے۔

دوسری ایک گھریلو مکھی ہوتی ہے اور وہ گندگیوں کا چکر لگا رہی ہوتی ہے۔ وہ آپ کو باغوں میں نہیں ملے گی۔ گھروں میں بھی بیت الخلا میں ملے گی جہاں کوڑے کا ڈبہ ہوگا وہاں ملے گی کسی بھی جاندار کے خوب صورت جسم کو چھوڑ کر جہاں پیپ اور پھنسی ہوگی، اور جہاں زخم ہوگا وہاں ملے گی۔

ٹھیک اسی طرح مثبت سوچ رکھنے والے جو لوگ ہوتے ہیں ان کی مثال شہد کی مکھی کی مانند ہوتی ہے۔ وہ اچھی سوچ رکھتے ہیں۔ انسانوں سے ملتے ہیں تو ان میں اچھائیاں ڈھونڈتے ہیں۔ ان کی نظر میں سب اچھے ہوتے ہیں۔ وہ سب سے پیار کرتے ہیں۔ محبت و الفت سے پیش آتے ہیں۔ وہ دوسروں کی بھلائیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور عیبوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ کسی کے اندر کیڑے نہیں نکالتے۔ اور جن کی سوچ گندی ہوتی ہے۔ گندی مکھی کی طرح ان کو گندگی کی تلاش ہوتی ہے۔ کسی شخص کا نام لیں وہ اس میں دس عیب نکال دیں گے۔ ہر ایک پر اور ہر شئے پر اعتراض کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، چھوٹے بڑے ہر ایک سے وہ بیزار ہوں گے۔ کسی سے مل کر خوش نہیں ہوں گے۔

مثبت سوچ رکھنے والا شخص دنیا میں ناکامیوں سے دوچار ہوتا ہے تو ہمت نہیں ہارتا ہے بلکہ وہ ناکامیوں کو کامیابی سے بدلنے کا فن جانتا ہے۔ وہ ایک راستہ سے ناکام ہوتا ہے تو دوسرا کوئی طریقہ اور راستہ اپنا کر کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ زندگی کے چیلنجوں کو امکانات (Possibilities) میں بدلنے کے گُر سے واقف ہوتا ہے۔ مایوسی اس کے قریب آ کر نہیں پھٹکتی۔ سخت مشکلات میں بھی وہ حوصلہ نہیں ہارتا بلکہ کامیابی کی امید اس کا حوصلہ اور ہمت بڑھاتی ہے اور اسے کوشش جاری رکھنے پر اُبھارتی ہے۔

طلبہ کے لئے بھی یہ بات بے حد ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ مثبت سوچ کے ساتھ اپنی تعلیم کو جاری رکھیں۔ اگر کسی سبق (Subject) میں وہ کمزور ہیں اور امتحان میں ناکام ہوتے ہیں تو پست ہمت نہ بن جائیں بلکہ سیکھنے اور سمجھنے کے انداز کو بدلیں۔ مختلف طریقوں کو آزمائیں اپنی کوشش اور محنت کو مسلسل جاری رکھیں۔ یاد رکھیں کہ ناکامیاں کامیابی کا زینہ ہیں۔ وہی بچہ چلنا سیکھتا ہے۔ جو قدم اٹھا کر رکھتا ہے لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے پھر سنبھل کر چلنا سیکھ جاتا ہے۔ طلبہ کو چاہئے کہ وہ ناکامیوں سے سبق لیں۔ اپنی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ غلطیوں کو بار بار نہ دہرائیں۔ بہتر سے بہتر طریقۂ کار کو اپنائیں۔ اپنی زندگی کی سمت کو درست کریں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ''کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش اور سعی کرتا ہے''۔ چند بار کی ٹھوکروں کے بعد آدمی کو راستہ کے نشیب و فراز کا تجربہ ہو جاتا ہے اور انسان ایک نہ ایک دن کامیابی کی منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

مثبت	جس میں فعل کا ہونا پایا جائے Positive		
منفی	مثبت کا ضد یعنی جس میں فعل کا نہ ہونا پایا جائے۔ Negative		
ٹہنی	شاخ، ڈالی	تاثر	اثر قبول کرنا
الجھن	گھبراہٹ، بے چینی	سلیقہ	ڈھنگ
برعکس	الٹا	سلطان	بادشاہ
خیرخواہ	بھلائی چاہنے والا	مصالحت	آپس میں صلح کرنا
پوزیشن	حالت۔انداز	نرغہ	گھیرا
برجستہ	حاضر جوابی کے ساتھ	جرأت مندانہ	ہمت والا
حفظ مراتب	مرتبہ کا پاس ولحاظ	شخصیت	درجہ، عزت
معطر	خوشبودار	فضا	ماحول
امرت	پھلوں کا رس	لذیذ	مزے دار۔ذائقہ دار
کوڑا	کچرا	حسن ظن	نیک گمان۔اچھا سمجھنا
محبوب	پسندیدہ	تسلط	حکومت۔قبضہ
حوصلہ	ہمت	نشوونما	ترقی
مشغلہ	مصروفیت	زینہ	سیڑھی
گُر	اصول، کسی کام کے کرنے کا خاص طریقہ، فارمولا	سعی	کوشش
سمت	رُخ	نشیب وفراز	اونچ نیچ۔اتار چڑھاؤ

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجیے:

نتیجہ	نتیجے۔نتائج	پیالہ	پیالے
ٹہنی	ٹہنیاں	تاثر	تاثرات
شخص	اشخاص	خوبی	خوبیاں
سلطان	سلاطین	مظاہرہ	مظاہرے
قدم	اقدام	مرتبہ	مراتب
بھلائی	بھلائیاں	عیب	عیوب
شئے	اشیاء	اعتراض	اعتراضات
مشغلہ	مشغلے	امکان	امکانات

II اضداد لکھ کر یاد کیجیے:

مثبت	×	منفی	پھول	×	کانٹا
نفع	×	نقصان	سلیقہ	×	بدسلیقگی، بے ڈھنگا پن
بہادری	×	بزدلی	خیرخواہ	×	بدخواہ
محبت	×	نفرت	بھلائی	×	برائی
حسنِ ظن	×	بدظنی	واقف	×	ناواقف
پست ہمت	×	بلند ہمت	جاندار	×	بے جان

غور کیجیے : اس سبق میں موجود محاورے :

نظر انداز کرنا : توجہ نہ کرنا۔ نگاہ سے گرانا

کیڑے نہ نکالنا : عیب نہ ڈھونڈنا

دوچار ہونا : سامنا ہونا

IV درج ذیل الفاظ کا جملوں میں استعمال کیجیے:

مثال : سلیقہ : ہر کام کو سلیقہ اور ڈھنگ سے کرنا چاہیے

برعکس خیرخواہ برجستہ شخصیت

معطر لذیذ حسنِ ظن

V خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجیے:

(دوچار ہوتا مثبت امکانات کامیابی واقف)

.... سوچ رکھنے والا شخص دنیا میں ناکامیوں سے .... ہے تو ہمت نہیں ہارتا ہے بلکہ ناکامیوں کو .... سے بدلنے کا فن جانتا ہے۔ وہ زندگی کے چیلنجوں کو .... میں بدلنے کے گر سے .... ہوتا ہے۔

VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیے:

1۔ سوچ کے کتنے انداز ہوتے ہیں؟ ان کے نام لکھیے؟

2۔ منفی سوچ رکھنے والے شخص کی نظر ہمیشہ کس طرف جاتی ہے؟

3۔ حضور ﷺ کے بارے میں چچا حضرت عباسؓ نے کیا فرمایا؟

4۔ شہد کی مکھی کی خوبیاں لکھیے

5۔ اس مضمون میں ترکی کے کس بادشاہ کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

6۔ طلبہ کو کس سوچ کا حامل ہونا چاہیے؟

VII تفصیلی جوابات لکھیے:

(1) مثبت سوچ کے چند فوائد اور منفی سوچ کے چند نقصانات کا ذکر کیجیے؟

(2) مثبت سوچ رکھنے والا شخص ناکامی کے بعد کیا کرتا ہے؟

اکائی 7

حصّۂ غزل

غزل

داغؔ دہلوی

سیکھنے کے مقاصد

- ❖ میل وملاپ اور محبت جیسی عمدہ صفت اپنانا۔
- ❖ اپنے وقار کو کبھی بھی مجروح ہونے نہ دینا۔
- ❖ حضرت خضر کی زندگی کے متعلق جاننا۔

شاعر کا تعارف

دبیرالملک فصیح الملک نواب مرزا خاں داغؔ دہلوی 1831ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ مرزا فخرو ولی عہد بہادر کی نگرانی میں قلعۂ معلّٰی میں پرورش پائی اور وہیں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ شاعری کا شوق ابتدائے عمر سے تھا۔ چنانچہ استاد ذوقؔ کے شاگرد ہوگئے۔ ہنگامۂ غدر کے بعد یہ رام پور چلے گئے۔ اپنی عمر کے 24 سال رام پور میں نواب کلب علی خاں مرحوم کی صحبت میں گزارے۔ ان کے انتقال کے بعد حیدرآباد تشریف لے گئے۔ وہاں ان کی بڑی عزت ہوئی۔ ایک ہزار روپیہ ماہانہ ملتا رہا۔ داغؔ نے 1905ء میں حیدرآباد میں انتقال کیا۔

اپنے معاصرین میں داغؔ بہت ہی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے کلام میں صفائی اور سادگی کے ساتھ شوخی، جدّت برجستگی پائی جاتی ہے۔ گلزارِ داغؔ، آفتابِ داغؔ اور مہتابِ داغؔ ان کے دیوان ہیں۔

ساز یہ کینہ ساز کیا جانیں — ناز والے نیاز کیا جانیں
جو رہ عشق میں قدم رکھیں — وہ نشیب و فراز کیا جانیں
حضرت خضر جب شہید نہ ہوں — لطف عمر دراز کیا جانیں
جن کو اپنی خبر نہیں اب تک — وہ مرے دل کا راز کیا جانیں

جو گزرتے ہیں داغؔ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں

حاصلِ کلام

شاعر اپنے پہلے شعر میں کہتے ہیں کہ جو لوگ محبت، میل ملاپ والے ہوتے ہیں ان کے دل کینہ اور کدورت سے پاک ہوتے ہیں۔ اور جن کی طبیعت میں غرور اور گھمنڈ کی صفت پائی جاتی ہے وہ عاجزی اور انکساری کی حقیقت سے واقف نہیں۔

جو لوگ عشق کی راہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں وہ اپنے وقار کو مجروح کر دیتے ہیں یہاں تک کہ عزت و ذلت کو بھی پہچان نہیں پاتے۔

شاعر کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت خضر کو لمبی عمر دی ہے۔ اگر یہ شہید نہ ہوں تو عمر درازی کی قدر و قیمت کو لوگ کیا جانیں۔

جو اپنے متعلق ہی کی خبر نہیں رکھتے شاعر کہتے ہیں کہ وہ میرے دل کا راز کیا جانیں گے۔ داغؔ پر اتنی مصیبتیں و پریشانیاں ہیں کہ میرے محبوب انہیں سمجھ نہیں سکتے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ساز	:	میل ملاپ	کینہ ساز	:	کینہ کپٹ رکھنے والا
ناز	:	غرور۔ گھمنڈ	نیاز	:	عقیدت
نشیب	:	اتار	فراز	:	چڑھاؤ۔ بلندی
شہید	:	خدا کی راہ میں قربان ہونے والا۔			
لطف	:	مزہ، لذت	عمر دراز	:	لمبی عمر
صدمے	:	تکالیف			

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجیے:

قدم	+	اقدام	لطف	+	الطاف
خبر	+	اخبار	صدمہ	+	صدمے
بندہ	+	بندے			

III مصرعوں کو مکمل کیجیے:

1 ناز والے .... کیا جانیں۔

2 جو .... میں قدم رکھیں۔

3 حضرت خضر جب .... نہ ہوں۔

4 لطف .... کیا جانیں۔

5 وہ مرے دل کا .... کیا جانیں۔

IV مصرعوں کو جوڑیے :

وہ نشیب و فراز	-	کینہ ساز کیا جانیں
جن کو اپنی خبر	-	کیا جانیں
جو گزرتے ہیں	-	راز کیا جانیں
ساز یہ	-	داغؔ پر صدمے
وہ مرے دل کا	-	نہیں اب تک

V مختصر جوابات لکھیے:

(1) ناز والے کیا نہیں جانتے؟

(2) حضرت خضر کون ہیں؟

(3) جو عشق میں گرفتار ہوتے ہیں وہ کیا نہیں جانتے؟

(4) شاعر کے دل کا راز کون نہیں جانتے؟

(5) لطفِ عمر درازی کے لئے شاعر نے کس کی مثال دی ہے؟

لسانی سرگرمی۔

تصویر کو تحریری شکل دینا۔

دی گئی شکل کو غور سے دیکھئے اور اس سے متعلق پانچ جملے اپنے الفاظ میں لکھئے۔

....

....

....

....

....

اکائی 7
سرسری مطالعہ

فلسفی نوکر

لوک کہانی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص اپنے پیارے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر کسی شہر کی سرائے میں آیا۔اس کے ساتھ اس کا نوکر بھی تھا۔ شام کے کھانے سے فارغ ہو کر سوتے وقت مالک نے اپنے نوکر سے کہا۔

''اے عزیز ناچیز! سننے میں آیا ہے کہ اس شہر کے چور بڑے بے درد اور چوری کرنے میں نہایت دلیر ہیں۔تو ایک کام کر۔تو شوق سے پاؤں پھیلا کر سوجا، میں اپنے قیمتی اور تیز رفتار گھوڑے کی خود نگرانی کروں گا۔''

اپنے آقا کی یہ بات سن کر نوکر نے جواب دیا۔

''اے میرے مالک! یہ تو نہایت بے ہودہ بات ہوگی کہ آقا تو تمام رات جاگے اور دو پیسے کا نوکر ساری رات آرام سے سوئے، نہ صاحب یہ نہیں ہوگا آپ اطمینان سے آرام فرمایئے، اور آپ کا یہ ناچیز نوکر ساری رات جاگ کر گھوڑے کی نگرانی اور پاسبانی کرے گا۔گھوڑے کی طرف سے آپ اطمینان رکھئے''۔

نوکر کی یہ بات سن کر مالک کو اطمینان ہوا اور آرام سے سو گیا۔ایک پہر رات کے بعد آقا کی آنکھ کھلی تو اس نے نوکر سے پوچھا۔

''کیوں بھئی! کیا کر رہے ہو؟''

''میرے مالک'' نوکر نے جواب دیتے ہوئے کہا ''اس وقت یہ غلام سوچ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر کیوں ٹھرا یا رکھا ہے؟''

نوکر کا یہ جواب سن کر مالک نے کہا۔

''اے بے خبر! مجھے ڈر ہے کہ تو یوں ہی واہی تباہی سوچتا رہا تو تیری اس بے خبری سے فائدہ اٹھا کر چور ہمارا مال اسباب نہ چرا لے جائیں۔''

نوکر نے جواب دیا۔

''اجی ان کی کیا مجال ہے۔آپ بے فکر رہئے اور اطمینان سے سو جایئے۔''

آقا بے چارہ یہ تسلی آمیز بات سن کر پھر سو گیا۔آدھی رات کے بعد پھر اس کی آنکھ کھلی اور پوچھا۔ ''اے باخبر اب کس فکر میں ہے؟''

نوکر نے جواب دیا۔

'' اے میرے مالک! اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ لمبا چوڑا اور بے کنارا آسمان بغیر ستونوں کے کس طرح کھڑا کر رکھا ہے اور کیل گاڑنے میں زمین کی مٹی کہاں غائب ہو جاتی ہے؟''

نوکر کی یہ واہیات بات سن کر آقا نے کہا۔

''اے بے خبر! تیری اس بے خبری سے مجھے خوف ہے کہ کوئی میرا گھوڑا، اڑا کر نہ لے جائے۔اچھا! ایک کام کر،اگر تیرا جی سونے کو چاہے تو سو جا''۔

نوکر نے پھر وہی جواب دیا۔

'' اے میرے مالک! '' آپ اطمینان رکھئے! میں پوری طرح خبردار اور ہوشیار ہوں۔'' مالک بے چارہ پھر سو گیا۔

تین پہر رات کے بعد پھر اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''کیوں بھئی! کیا خبر ہے؟''

اس بار نوکر نے جواب دیا۔

''اے میرے مالک! اب میں سوچ رہا ہوں کہ اونٹ کے پیٹ میں گولیاں کون باندھتا ہے اور کیلے کے پتوں پر خود بخود استری کس طرح ہو جاتی ہے؟''

مالک نے کہا، ''ارے احمق! اب بھی تو فضول باتوں کے سوچنے ہی میں لگا ہوا ہے، گھوڑے کی حفاظت کیسے ہو سکے گی؟''۔

نوکر نے جواب دیا،'' آپ بے فکر سو جائیں، وہ میری ذمہ داری ہے۔ ''

غرض کہ مالک بے چارہ پھر نوکر کی باتوں میں آ کر بے فکری سے سو گیا اور جب چار گھڑی شب باقی تھی تو ایک بار اس کی آنکھ پھر کھلی۔اس نے نوکر سے اب کے پوچھا۔

''کیوں بھئی ! اب کیا خبر ہے؟''

نوکر نے جواب دیا۔ ''مالک! بعض چور بھی بہت دانش منداور اپنے کام میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔کتنی عجیب بات ہے کہ ایسا ہی کوئی منھ زور چور سرنگ لگا کر گھوڑا لے اڑا۔''

مالک نے بڑی بے بس نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''کیا کہا؟ چور گھوڑا لے اڑا؟ پھر تم یہاں بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہو؟''

نوکر نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

میرے مالک! آپ کا یہ غلام اس فکر میں ہے کہ گھوڑا چوری ہو جانے کے بعد اس کی زین اور خوگیر آپ کو اپنے سر پر رکھنا پڑے گا یا مجھ کو اپنے سر پر لاد کر چلنا ہوگا۔''

یہ وحشت اثر خبر سن کر آقا کے ہوش اڑ گئے۔اس نے بے وقوف نوکر کو بہت سخت سست سنائی۔ گھوڑا چوری ہو جانے کا اسے بے حد افسوس ہوا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ ''جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔''

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

فلسفی	:	عقل مند، ہر وقت سوچ میں گم رہنے والا			
سرائے	:	مسافر خانہ	فارغ ہونا	:	فرصت پانا
پاسبانی	:	رکھوالی، چوکیداری	شب	:	رات
ستونوں	:	ستون کی جمع۔ کھمبے۔ لاٹ	سنجیدگی	:	بردباری۔ متانت
دانش مند	:	سمجھدار۔ ذہین	زین	:	گھوڑے کی کاٹھی
خوگیر	:	گھوڑے کی گدی جو کاٹھی کے نیچے پسینہ جذب کرنے اور اس کی پیٹھ نہ چھلنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے۔			

II سوالات کے جوابات لکھیے:

(1) مالک نے نوکر سے کیا کام کرنے کو کہا؟

(2) مالک کے بار بار پوچھنے پر نوکر کیا جواب دیتا تھا؟

(3) فلسفی نوکر آسمان کے بارے میں کیا سوچ رہا تھا؟

(4) تین پہر رات سے پہلے مالک کیوں اطمینان سے سو گیا؟

(5) گھوڑا کس طرح چوری ہوا؟

(6) گھوڑا چوری ہونے کے بعد آقا پر کیا گذری؟

(7) آقا نے نوکر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

کیا تم جانتے ہو؟

سبق کے آخر میں ایک جملہ ہے ''جب چڑیاں چگ گئیں کھیت'' اس کا مطلب کیا ہے؟

وقت پر اپنے کام کو پوری محنت سے کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے کام پر پورا دھیان دینا چاہیے مراد یہ ہے کہ ہمیں غفلت اور لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ کسی چیز کے کھو جانے کے بعد چاہے ہم کتنا بھی افسوس کریں مگر وہ چیز دوبارہ نہیں مل سکتی۔

III خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھرتی کیجیے:

(1) اس کے ساتھ اس کا .... بھی تھا۔

(2) اس شہر کے چور بڑے .... اور چوری کرنے میں نہایت ماہر ہیں۔

(3) اپنے اس قیمتی اور .... گھوڑے کی خود نگرانی کروں گا۔

(4) یہ ناچیز تو ساری رات جاگ کر گھوڑے کی نگرانی اور .... کرے گا۔

(5) آپ بے فکر رہیے اور .... سے سو جائیے

عملی مشق:

(الف) اس سبق سے اپنی پسند کے پانچ جملے لکھیے۔

(ب) اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھیے

تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

(1) واحد (2) جمع

واحد : وہ اسم ہے جو صرف اکائی (ایک عدد) کو ظاہر کرے

جیسے: بچہ لڑکا لڑکی کتاب کرسی مرغی پرندہ وغیرہ

جمع : وہ اسم ہے جو ایک سے زائد تعداد کو ظاہر کرے

جیسے: بچے لڑکے لڑکیاں کتابیں کرسیاں مرغیاں پرندے وغیرہ

واحد مذکر سے جمع بنانے کے قاعدے

(1) ایسے واحد مذکر اسم جن کے آخر میں " الف " یا " ہ " ہو ان کی جمع بنانے کے لئے " الف " یا " ہ " کو " ے " سے بدل دیتے ہیں۔

مثلاً گھوڑا سے گھوڑے آلہ سے آلے

بچہ سے بچے حصہ سے حصے

پرندہ سے پرندے معجزہ سے معجزے

(2) وہ واحد مذکر اسم جن کے آخر میں " الف ، ں " (نون غنہ) ہو، ان کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ "الف،نون" کو " ی + ں " (نون غنہ) سے بدل دیں۔

مثلاً دھواں سے دھویں کنواں سے کنویں

(3) وہ مذکر اسم جن کے آخر میں "الف ، ہ " "الف،نون غنہ " آئے، ان کی واحد جمع ایک ہی رہتی ہے، صرف فعل کو جمع بنا کر فرق ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً شیر دھاڑا۔ شیر دھاڑے۔ بادل گرجا۔ بادل گرجے

سوالات برائے مشق:

(1) تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں کیا ہیں بتائیے؟

(2) واحد کسے کہتے ہیں مثالوں کے ساتھ لکھئے؟

(3) جمع کسے کہتے ہیں مثالیں دیجئے؟

(4) درج ذیل الفاظ میں واحد کی جمع اور جمع کا واحد بنائیے:

کرسیاں کتابیں پرندہ مرغی بکری گھوڑے

(5) گھوڑا بچہ حصہ ان تین الفاظ میں الف اورہ آخر میں پایا جاتا ہے اس کی جمع کس طرح بنائیں گے لکھئے۔

امام اعظمؒ

ایک آدمی امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور کہا، مجھے کسی شخص نے ایک عجیب وغریب سوال کیا ہے۔ آپ اس سوال کا جواب عنایت فرمائیے۔ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو

1۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہو۔ 2۔ یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ 3۔ اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہو۔

4۔ بغیر کے کھالیتا ہو۔ 5۔ جس کی طرف اللہ نے بلا ہو، اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔

6۔ جس سے اللہ نے ڈرایا ہو، اس کا خوف نہ کرتا ہو۔ 7۔ فتنے کو محبوب رکھتا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ وہ شخص مومن ہے۔

سوال پوچھنے والا بڑا حیران ہوا، کہنے لگا، جی وہ کیسے؟

آپؒ نے فرمایا دیکھو۔ تم نے کہا، بن دیکھے گواہی دیتا ہو تو مومن اپنے پروردگار کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

تم نے کہا کہ یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں''، تو مومن ان دونوں کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

تم نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہے، تو دیکھو، بارش اللہ کی رحمت ہے اور بارش سے تو ہر بندہ بھاگتا ہے کہ کہیں کپڑے بھیگ نہ جائیں۔

تم نے کہا کہ بغیر ذبح کئے کھاتا ہے۔ تو مچھلی بھی تو بغیر ذبح کی ہوئی ہوتی ہے، اس کو ذبح کے بغیر کھانا جائز ہے۔

تم نے کہا کہ جس کی طرف اللہ نے بلایا ہے، اس کی طرف رغبت نہیں کرتا، پس وہ جنت ہے، کہ اللہ نے اس کی طرف بلایا ہے، مگر اس کو مشاہدہ حق اتنا مطلوب ہے کہ اللہ کی رضا اتنی مطلوب ہے کہ محبوب حقیقی کی طرف سے نظر ہٹا کر وہ جنت کی طرف نظر ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا۔

تم نے کہا کہ جس سے اللہ نے ڈرایا ہے، اس سے وہ نہیں ڈرتا، تو وہ دوزخ ہے۔ اس کو اپنے محبوب کی ناراضگی کی اتنی فکر رہتی ہے کہ جہنم میں جلنے کی پرواہ نہیں کرتا۔

تم نے کہا کہ اسے فتنہ محبوب ہے۔ پس اولاد کو قرآن میں فتنہ کہا گیا ہے اور اولاد سے ہر شخص کو فطری محبت ہوتی ہے۔ پس وہ مومن ہے۔

اکائی 8
حصّہ نظم

مرغِ اسیر کی نصیحت

پنڈت دیا شنکر نسیمؔ

سیکھنے کے مقاصد

- حرص و ہوس سے بچ کر رہنے کی کوشش کرنا
- انمول باتیں جہاں سے بھی ملیں بخوشی قبول کر لینا
- عقل سے کام لینا
- مطلب پسند لوگوں کی باتوں میں نہ آنا۔

شاعر کا تعارف

پنڈت دیا شنکر نسیمؔ 1811ء میں پیدا ہوئے۔ خواجہ آتش کی شاگردی اختیار کی اور اپنی قابلیت سے بہت جلد شہرت حاصل کی۔ نسیمؔ کی شاعری زبان کی پاکیزگی اور ترکیب الفاظ کی چستی کی وجہ سے اہمیت رکھتی ہے۔ انھوں نے مثنوی کے فن کو معراج تک پہنچایا اگر چہ انہوں نے بعض غزلیں بھی کہی ہیں لیکن ان کی شہرت ان کی لازوال مثنوی ''گلزار نسیم'' سے ہوئی۔ عمر نے ان کے ساتھ وفا نہ کی اور وہ 32 سال کی عمر میں 1843ء کو انتقال کر گئے۔

اک مرغ ہوا اسیرِ صیّاد — دانا تھا وہ طائرِ چمن زاد
بولا جب اس نے باندھے بازو — کھولتا نہیں کس طمع پہ ہے تو
بیچا تو ٹکے کا جانور ہوں — گر ذبح کیا تو مُشتِ پر ہوں
پالا تو مفارقت ہے انجام — دانا ہو تو مجھ سے لے مرے دام
بازو میں نہ تو مرے گرہ باندھ — سمجھاؤں جو پند اسے گرہ باندھ
سن کوئی ہزار سنائے — کیجیے وہی جو سمجھ میں آئے

قابو ہو تو کیجئے نہ غفلت — عاجز ہو تو ہاریے نہ ہمت
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ لیجئے — جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجئے
طائر کے یہ سن کلام ، صیاد — بن داموں ہوا غلام ، صیاد
بازو کے جو بند کھول ڈالے — طائر نے تڑپ کے پر نکالے
اک شاخ پہ جا چہک کے بولا — کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
ہمت نے مری مجھے اڑایا — غفلت نے تری مجھے چھڑایا
دولت نہ نصیب میں تھی ترے — تھا لعل نہاں شکم میں مرے
دے کے صیاد نے دِلاسا — چاہا پھر کچھ لگائے لاسا
بولا وہ کہ دیکھ کر گیا جعل — طائر بھی کہیں نگلتے ہیں لعل

ارباب غرض کی بات سن کر
کر لیجئے یک بہ یک نہ باور

حاصلِ کلام

انسان کی فطرت میں حرص وہوس شامل ہے۔ یہ حرص وہوس حد سے زیادہ ہو جائے تو انسان کو ذلیل وخوار کر کے ہی چھوڑتی ہے۔اس نظم میں شاعر نے ایک پرندے کی زبانی انسان کی ہوس کا پردہ فاش کیا ہے۔

ایک پرندہ ایک شکاری کا قیدی بن گیا۔ پرندہ ہوشیار و دانا تھا۔ جب شکاری نے اس کے بازوؤں کو باندھا تو شکاری سے پرندہ نے کہا تو کس حرص وہوس پر زیادہ خوش ہو گیا ہے؟ اگر مجھے تو بیچا تو میں ایک ٹکے (روپئے) کا پرندہ ہوں، اگر تو مجھے ذبح کر کے کھانا چاہے تو پروں کے علاوہ کچھ بھی تجھے نہیں ملے گا۔ اگر مجھے شوقیہ پالنا چاہے تو ایک نہ ایک دن میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا اور موقع پا کر اڑ جاؤں گا اور تو کفِ افسوس ملتے ہوئے رہ جائے گا۔ اس لئے تو مجھے چھوڑ دے۔ مجھ سے میری قیمت لے لے اور میری قیمت مری انمول باتیں ہیں اسے تو گرہ سے باندھ لے۔

(1) تمھیں ہزار آدمی کچھ سنائیں اور بولیں لیکن تم وہی کرو جو تمہاری سمجھ میں آئے۔
(2) اگر تمھیں کسی پر قابو ہو تو غفلت نہ کرو اور تم عاجز یا کمزور ہو تو ہمت نہ ہارو۔
(3) جو چیز تمھیں ملے یا حاصل ہو اس سے غفلت نہ برتو، فوراً اسے اپنے قابو میں کرلو اور اگر وہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کے جانے کا غم نہ کرو۔

شکاری پرندہ کی یہ انمول باتیں سن کر اس کا غلام بن گیا، فوراً اس کے بازوؤں میں بندھی ہوئی ڈوری کھول دی۔ پرندہ پھڑ پھڑا کر اپنے بازو جھٹکا، وہاں سے اڑا، قریبی ڈالی پر بیٹھ کر چہک کر بولا، کیوں میاں، مرے پر تو نے کیا سمجھ کر کھولے؟

تیرے نصیب میں دولت نہیں تھی، میرے پیٹ میں قیمتی ہیرا تھا یہ سن کر شکاری افسوس کرنے لگا پھر اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ پرندہ نے کہا دیکھ تو دھوکہ میں آ گیا ہے۔ کیا پرندے بھی کہیں ہیرا نگلتے ہیں؟ مطلبیوں کی بات سن کر فوراً اس پر بھروسہ نہ کر۔ اپنی عقل سے کام لے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

اسیر	:	قیدی	چمن زاد	:	باغ میں پلا ہوا
طائر	:	پرندہ	صیاد	:	شکاری
طمع	:	حرص، ہوس	دانا	:	ہوشیار، عقلمند
مفارقت	:	جدائی	ٹکے	:	روپئے
گرہ	:	گھاٹی	دام	:	قیمت
کلام	:	بات چیت	ہمت	:	حوصلہ
لعل	:	ہیرا	شاخ	:	ڈالی
دلاسا	:	تسلی	شکم	:	پیٹ
اربابِ غرض	:	مطلبیوں کی بات	جعل	:	دھوکہ
لاسا	:	امید	مرغ	:	پرندہ
			باور	:	یقین، بھروسہ، اعتبار

II اضداد لکھئے:

مفارقت	x	اتحادیت	قابو	x	بے قابو
غلام	x	آقا	مرنا	x	جینا
عیاں	x	نہاں			

III درج ذیل الفاظ کی جمع لکھئے:

طائر	+	طیور	دام	+	داموں
غفلت	+	غفلتیں	ہمت	+	ہمتیں
شاخ	+	شاخیں	غرض	+	اغراض

IV مناسب ترین الفاظ سے خانہ پری کیجئے

(1) .... تھا وہ طائرِ چمن زاد

(الف) دانا (ب) ہوشیار (ج) سمجھدار

(2) کھلتا نہیں کس .... پہ ہے تو

(الف) حرص (ب) ہوس (ج) طمع

(3) ....تو ٹکے کا جانور ہوں

(الف) خریدا (ب) بیچا (ج) کاٹا

(4) پالا تو ....ہے انجام

(الف) مفارقت (ب) جدائی (ج) ہمیشگی

(5) دانا ہو تو مجھ سے لے مرے ....

(الف) دام (ب) کام (ج) گام

V جوڑ لگائیے:

طائر کے یہ سن کلام، صیاد	غفلت نے تری مجھے چھڑایا
بازو کے جو بند کھول ڈالے	کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
اک شاخ پہ جا چہک کے بولا	طائر نے تڑپ کے پر نکالے
ہمت نے مری مجھے اڑایا	تھا لعل نہاں شکم میں مرے
دولت نہ نصیب میں تھی ترے	بن داموں ہوا غلام صیاد

VI درج ذیل سوالات کے جوابات لکھئے:

(1) پرندہ کس کے جال میں پھنس گیا؟

(2) پرندے نے صیاد سے کیا کہا؟

(3) پرندے کی باتوں کا صیاد پر کیا اثر ہوا؟

(4) پرندہ اُڑ کر کہاں گیا؟

(5) پرندہ نے اڑ کر صیاد سے کیا کہا؟

VII تفصیلی جواب لکھئے:

(الف) مرغ اسیر کی نصیحت سے کیا حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے؟

عملی سرگرمی:

(الف) حرص و ہوس کے نقصانات پر استاد کی مدد سے ایک مضمون لکھئے؟

اکائی 8
حصّۂ نثر

حادثات کے مواقع پر حفاظتی تدابیر

ماخوذ

آئے دن دنیا میں ناگہانی حادثات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ کام کاج، کھیل کود یا سفر میں کبھی کبھی ہمارے جسم پر چوٹ آجاتی ہے۔ ٹھوکر لگ جاتی ہے یا جسم کا کوئی حصہ جل جاتا ہے۔ ایسی حالت میں ڈاکٹر کے آنے سے پہلے اگر فوری طبی امداد نہ پہنچائی جائے تو جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ایسے موقع پر پریشانی کا شکار نہ ہو کر سمجھ داری اور ہوش مندی سے کام لینا چاہئے اور مناسب طریقہ سے باقاعدہ علاج و معالجہ سے پہلے زخمی کی دیکھ بھال اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

فرض کریں کہ تمہارا کوئی ساتھی دیکھتے دیکھتے موٹر سائیکل سے گر پڑے تو تم کو فوراً اس کی ابتدائی دیکھ بھال کرنی چاہئے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ چوٹ کہاں لگی ہے؟ جسم پر کہیں زخم تو نہیں آگیا ہے؟ کہیں سے خون تو نہیں بہہ رہا ہے؟ چوٹ اگر معمولی ہے یا جسم کا کوئی حصہ کھرچ ہو گیا تو اس پر ٹنچر لگا دو۔ جب ٹنچر سوکھ جائے تو زخم پر صاف پٹی باندھ دو۔ میلی پٹی کبھی استعمال نہ کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ میلی پٹی میں اکثر بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں۔

تیز دھار یا نکیلے اوزار سے جسم کا کوئی حصہ کٹ جائے تو خون بہنے لگے گا۔ ایسی صورت میں زخم کو ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالو۔ تاکہ خون کا بہنا بند ہو جائے۔ اس کے بعد زخم پر گدی رکھ کر کسی رومال، پٹی یا کپڑے کے ٹکڑے کو اس کے چاروں طرف لپیٹ دو۔

کسی بلندی سے پھسلنے یا گرنے سے ہمارے جسم کی ہڈیاں خاص طور پر ہاتھ پیر کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حرکت نہ دیں بلکہ جس جگہ ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے اس کے دونوں طرف بانس کی باریک پٹیاں باندھ دیں۔ ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو تو اسے گلے میں ڈھیلا کپڑا لٹکا کر سہارا دیں۔

خطرہ، بھوک، تھکان، غم کی زیادتی اور اچانک خوش ہو جانے پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے بے ہوش آدمی کا چہرہ زرد ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ دماغ تک خون مناسب مقدار میں نہیں پہنچتا۔ ایسی صورت میں بے ہوش آدمی کو زمین پر چت لٹا دو، تاکہ اس کا چہرہ اوپر کی طرف اور سر جسم کے کچھ نیچے ہو تاکہ خون دماغ تک پہنچ سکے۔ مریض کے تنگ لباس کو ڈھیلا کر دو۔ اس کے چہرے پر ٹھنڈا پانی چھڑکو۔ بیمار کے آس پاس بھیڑ اکٹھی نہ ہونے دو۔ بھیڑ لگنے سے بیمار تک تازہ ہوا نہیں پہنچتی اور اسے تکلیف ہوتی ہے۔ ہوش آتے ہی مریض کو گرم گرم چائے یا کافی پلاؤ۔

اکثر سمندر، دریا، ندی یا تالاب میں نہاتے وقت لوگ ڈوب جاتے ہیں۔ ڈوبے ہوئے آدمی کے پھیپھڑوں میں پانی بھر جاتا ہے اور وہ اپنا کام نہیں کرتے ، جس کی وجہ سے مریض بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں پریشان ہونے کی بجائے مناسب تدبیروں سے کام لینا چاہئے تاکہ مریض کی جان بچ جائے۔

سب سے پہلے مریض کے پھیپھڑوں سے پانی نکالنے کی کوشش کی جائے۔ مریض کے جسم سے شرم گاہ کے سوا، تمام کپڑے اتار لیں۔ منہ، ناک اور حلق صاف کر دیں۔ مریض کو پیٹ کے بل لٹائیں۔ اس طرح کہ سر نیچا رہے۔ کوئی شخص مریض کی کمر کے دائیں یا بائیں طرف گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیٹھ پر اس طرح رکھے کہ دونوں انگوٹھے پیٹھ پر اور انگلیاں مریض کی پسلیوں پر ہوں۔ ہاتھوں کو اٹھائے بغیر آگے پیچھے حرکت کریں۔ اس طرح کہ جب سامنے حرکت کرتے ہیں تو پھیپھڑوں پر دباؤ پڑتا ہے ، جس سے وہ سکڑتے ہیں اور ہوا باہر نکلتی ہے۔ جب ہاتھ پیچھے کی طرف کرتے ہیں تو سینہ کھلتا ہے۔ اس وقت باہر کی ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ اس عمل کو ایک منٹ میں دس پندرہ بار کیا جائے۔ جب تک مریض کو ہوش نہ آئے تب تک مصنوعی تنفس جاری رکھیں۔ مریض کا سانس جاری ہو جائے تو اس کو گرمی پہنچانا ضروری ہے۔ اسے کمبل اڑھا کر گرم رکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد گرم کافی یا چائے پلا دیں۔

آگ، گرم چمنی یا دھاتوں، کھولتے ہوئے پانی، دودھ اور تیل سے ہاتھ پیر یا جسم کا کوئی حصہ جل جاتا ہے۔ تو جلے ہوئے حصے پر پانی نہیں ڈالنا چاہئے۔ جلے ہوئے حصہ پر ناریل کا تیل یا وازلین مَل کر اس کو باریک کپڑے سے ڈھانک دیں۔

کسی کے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو وہ اِدھر اُدھر نہ بھاگیں۔ اس طرح کرنے سے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں ور تمام کپڑوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس لئے زمین پر لیٹ کر آگ بجھائی جائے۔ دوسرا کوئی شخص موجود ہو تو کمبل، ٹاٹ یا کوٹ اڑھا کر مریض کو زمین پر لڑھکا دے۔ اس کے بعد جلے ہوئے کپڑے قینچی سے کاٹ کر جسم سے الگ کر دو اور زخموں پر ناریل کا تیل یا وازلین لگا کر باریک ململ سے ڈھانک دو۔ اگر اوپر کی کھال جل گئی ہو اور نیچے کا گوشت نظر آنے لگے تو کپڑے کے ٹکڑوں کو ناریل کے تیل سے بھگو کر جلے ہوئے حصوں پر رکھ دیں۔

زہر ملا ہوا کھانا کھانے سے قے اور دست ہوتے ہیں۔ نبض تیز ہو جاتی ہے۔ ایسے مریض کو قے کروائیں، گرم دودھ پلائیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں۔ روغن بیدانجیر (ارنڈی کا تیل) پلا کر جلاب دیں۔ سانس بند ہو جائے تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

مٹی کا تیل پی لینے سے منہ اور حلق میں خراش اور جلن ہونے لگتی ہے، سانس اور قے میں مٹی کے تیل کی بو ہوتی ہے، پیاس لگتی ہے اور بالآخر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے مریض کو قے کرائیں۔ گرم دودھ پلائیں، پیٹ کو گرم رکھیں۔

جسم پر شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنک مارنے سے شدید درد اور جلن ہوتی ہے اور سوجن پیدا ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی یا بھڑ زیادہ تعداد میں کاٹ لیں تو خطرناک علامات بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

سب سے پہلے مکھی یا بھڑ کا ڈنک متاثرہ مقام سے نکال دیں۔ اس کے بعد اس جگہ سرکہ لگائیں، یا ذرا سی افیون کے چند قطرے پانی میں حل کر کے لگائیں۔

کھانے کا میٹھا سوڈا (سوڈیم بائی کاربونیٹ) پانی میں حل کرکے مکھی یا بھڑ کی کاٹی ہوئی جگہ پر لگانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ گیندے کے پتے چھ گرام پانی میں رگڑ کر چھان کر مریض کو پلانا، اور انہیں پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی انتہائی مفید اور زود اثر ہے۔

عموماً بچھو کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی، تاہم کمزور افراد بوڑھوں اور بچوں کو کاٹنے کے سبب موت واقع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، جس مقام پر بچھو کاٹے وہاں سخت درد اور سوزش ہوتی ہے، بعض مریضوں کا سر چکرانے لگتا ہے۔ اگر بچھو نے اس جگہ اپنا ڈنک چھوڑ دیا ہو تو سب سے پہلے اس ڈنک کو نکالیں، مگر اس سے پہلے ڈنک کی جگہ سے دو تین انچ اوپر کپڑا کس کر بند باندھ دیں۔

ڈنک نکالنے کے بعد اس جگہ پر مٹی کا تیل یا لہسن پیس کر یا اجوائن پانی میں پیس کر لگا دیں، یا چونا شہد میں ملا کر لیپ کریں، بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر بچھو کو کچل کر باندھ دینے سے بھی ماہرین کے بقول زہر جذب ہو جاتا ہے، اور درد اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سات دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا بھی بچھو کے زہریلے اثر کا زائل کرنے میں موثر اور سنت سے ثابت ہے۔ پہلی فوری طبی امداد پہنچانے کے بعد ہر حالت میں ڈاکٹر کو اطلاع کرنی چاہیئے تاکہ مریض کا خاطر خواہ علاج ہو سکے۔

I' الفاظ کے معانی اور اشارے

حادثات	واقعات	ناگہانی	اچانک
تلف	برباد	زرد	پیلا
تدبیر	سوچ۔کوشش	مصنوعی	بناوٹی۔نقلی
تنفس	سانس لینے کا عمل	خاطر خواہ	خواہش کے مطابق
اطلاع	آگاہی۔خبر	مقدار	اندازہ۔شمار۔وزن
روغن	تیل	اندیشہ	خطرہ

طبی امداد : وہ فوری اور تدبیری علاج جو ڈاکٹر کے پاس لے جانے سے پہلے کیا جاتا ہے۔

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے۔

حادثہ	حادثات	حالت	حالات
حصہ	حصے	انگوٹھا	انگوٹھے
بیماری	بیماریاں	ہڈی	ہڈیاں
خطرہ	خطرے	ٹکڑا	ٹکڑے
حرکت	حرکتیں	پھیپھڑا	پھیپھڑے

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے :

پہلی	×	آخری	بے ہوش	×	ہوش
ضروری	×	غیر ضروری	ٹھنڈا	×	گرم
ڈھیلا	×	سخت	مصنوعی	×	قدرتی

IV مناسب الفاظ سے خالی جگہ بھرتی کیجئے :

(1) جب .... سوکھ جائے تو زخم پر صاف پٹی باندھ دیں۔

(2) بے ہوش آدمی کا .... زرد ہو جاتا ہے۔

(3) مریض کے .... لباس کو ڈھیلا کر دینا چاہئے۔

(4) ہر حالت میں .... کو اطلاع کرنی چاہئے۔

(5) باہر کی ہوا .... میں داخل ہوتی ہے۔

V جوڑ لگا کر جملے مکمل کیجئے:

میلی پٹی میں اکثر بیماریوں	-	حرکت نہ دیں۔
طبی امداد ملنے سے پہلے	-	زرد ہو جاتا ہے۔
ٹوٹی ہوئی ہڈی کو	-	ناریل کا تیل یا وازلین ملنا چاہئے
بے ہوش آدمی کا چہرہ	-	زخمی کی دیکھ بھال کریں۔
جلے ہوئے حصہ پر	-	کے جراثیم ہوتے ہیں۔

VI صحیح ہے یا غلط لکھئے :

(1) کبھی کبھی کھیل کود میں ہمارے جسم پر چوٹ آ جاتی ہے۔

(2) پہلی طبی امداد کا جاننا ضروری نہیں۔

(3) میلی پٹی میں بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں۔

(4) بے ہوش آدمی کا چہرہ لال ہو جاتا ہے۔

(5) بیمار کے آس پاس بھیڑ جمع نہیں ہونی چاہئے۔

VII درج ذیل سوالات کے جوابات لکھئے :

(1) فوری طبی امداد کسے کہتے ہیں؟

(2) فوری طبی امداد کس لئے ضروری ہے؟

(3) تیز دھار یا کسی نکیلے اوزار سے لگے زخم کے لئے کس طرح پہلی طبی امداد دی جائے؟

(4) بے ہوش آدمی کی کس طرح مدد کی جا سکتی ہے؟

(5) مصنوعی تنفس کس حادثے کے دوران عمل میں لایا جاتا ہے؟

(6) جلے ہوئے حصے پر کن چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے؟

(7) کسی کے کپڑوں میں آگ لگنے پر پہلی طبی امداد کس طرح دینی چاہئے؟

(8) زہر ملا ہوا کھانا کھائے ہوئے شخص کی طبی امداد کیسے کرنی چاہئے؟

(9) مٹی کا تیل پی جانے سے کیا نقصان ہو جاتا ہے؟

(10) فوری طبی امداد دینے کے بعد کیا ڈاکٹر کو بلانا ضروری ہے؟

VIII تفصیلی جوابات لکھئے:

(الف) حادثات کے دوران پہلی طبی امداد کے مختلف مراحل پر تفصیلی نوٹ لکھئے۔

(ب) مصنوعی تنفس کی تدبیر کب اور کس طرح کرنی چاہئے؟ مفصل لکھئے ۔

عملی سرگرمی:

(الف) آپ کے کسی ساتھی کو شہد کی مکھی یا بھڑ نے کاٹ لیا ہے آپ اس کی مدد کیسے کریں گے۔

(ب) رات کے وقت بوڑھے پڑوسی کو بچھو نے کاٹ دیا ہے اور ڈاکٹر بھی دور ہے فوری طور پر آپ اس کا کیسے علاج کریں گے ؟

فکر انگیز اشعار

جو بات مناسب ہے وہ حاصل نہیں کرتے
جو اپنی گرہ میں ہے، اُسے کھو بھی رہے ہیں
بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری
افسوس کہ اندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں

اکبر الٰہ آبادی

اکائی 8

حصّۂ غــزل

غزل

حنیف ساؔغر

سیکھنے کے مقاصد

- زندگی کو ایک ضابطہ اور اصول کے تحت گزارنا
- کسی کے احسان کو قبول مت کرنا
- دلوں میں محبت والفت کے پھول اگانا
- دردِ دل کی کیفیت کا کسی کے سامنے اظہار نہ کرنا

شاعر کا تعارف

حنیف ساؔغر ولادت : 15/ مئی 1927ء وفات: 25/ جنوری 2004ء

حنیف ساؔغر پونہ میں پیدا ہوئے، وہ غزل کے ایک معتبر اور مقبول شاعر تھے۔ ان کا مجموعۂ کلام ''روشنی کا جلوس'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

کوئی دانستہ بھول مت کرنا
زندگی ، بے اصول، مت کرنا

یہ تو محنت کشوں کا غازہ ہے
صاف، چہرے کی دھول مت کرنا

جس میں شامل کسی کا احساں ہو
ایسی دنیا قبول مت کرنا

گل اگائے، جہاں جہاں تم نے
ان میں پیدا ببول مت کرنا

درد دل میں رہے تو اچھا ہے
سارے گھر کو ملول مت کرنا

دل بڑے کام کا ہے، اے ساؔغر
دل کی قیمت وصول مت کرنا

حاصلِ کلام

شاعر حنیف ساغر کہتے ہیں کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ جان بوجھ کر کوئی غلطی نہ کرے کیونکہ اس طرح کے کرنے سے زندگی بے اصول بن جاتی ہے، یہ دنیا مزدوروں کی آماجگاہ ہے، ان کی محنت ومشقت کرنے کی وجہ سے شاعر کو مزدوروں سے بے حد پیار اور ان کے چہرے کی دھول حد سے زیادہ پسند ہے۔

شاعر بہت خوددار ہے اس لئے وہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ کسی کا احسان قبول نہیں کرنا چاہیئے، بلکہ لوگوں کے دلوں میں محبت کے پھولوں کو اگانا ہے، اور اس دوران کسی کے دل میں کانٹے نہیں بونا ہے۔

دل کے درد کو خود محسوس کریں اور گھر والوں کو اپنا درد سنا کر رنجیدہ نہ کریں، یہ دل بہت قیمتی چیز ہے، اس کی قیمت کسی سے وصول نہیں کرنا چاہیئے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

دانستہ	:	جان بوجھ کر	ببول	:	کانٹے کا جھاڑ
محنت کش	:	مزدور	غازہ	:	پاؤڈر
گل	:	پھول	ملول	:	غم گین

II اضداد لکھیے

			دانستہ	×	نادانستہ
بھولنا	×	یاد رکھنا	با اصول	×	بے اصول
صاف	×	گندہ	قبول	×	انکار
گل	×	کانٹا	ملول	×	مسرور

III درج ذیل الفاظ کی جمع لکھیے

زندگی	+	زندگیاں	چہرہ	+	چہرے
محنت	+	محنتیں	گل	+	گلوں
قیمت	+	قیمتیں	احسان	+	احسانات

IV قوسین میں دیئے گئے الفاظ کی مدد سے مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) کوئی .... بھول مت کرنا

(الف) دانستہ (ب) نادانستہ (ج) انجان

(2) .... بے اصول، مت کرنا

(الف) دنیا (ب) زندگی (ج) حیات

(3) یہ تو محنت کشوں کا .... ہے

(الف) ثمرہ (ب) نتیجہ (ج) غازہ

(4) .... ، چہرے کی دھول مت کرنا

(الف) شفاف (ب) صاف (ج) پاک

V مصرعوں کو جوڑیے۔

جس میں شامل کسی کا	-	ببول مت کرنا
ایسی دنیا	-	جہاں جہاں تم نے
گل اگائے	-	قبول مت کرنا
ان میں پیدا	-	احساں ہو

VI بحوالۂ متن تشریح کیجئے۔

(الف) درد دل میں رہے تو اچھا ہے
سارے گھر کو ملول مت کرنا

(ب) دل بڑے کام کا ہے، اے ساغر
دل کی قیمت وصول مت کرنا

VII مختصر جوابات لکھئے۔

(1) کیسی بھول نہیں کرنی چاہئے؟

(2) شاعر کو چہرے کی دھول کیوں پسند ہے؟

(3) سارے گھر والے کب ملول ہو جائیں گے؟

(4) ''دل کی قیمت وصول مت کر'' اس مصرعہ کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(5) وہ شعر لکھئے جس سے معلوم ہو کہ شاعر بے حد خوددار ہے؟

اکائی 8

سرسری مطالعہ

ایک سوتیلی ماں ایسی بھی (خلاصہ)

منشی پریم چند

میں نے پہلی بیوی کی وفات کے بعد تین ماہ ہی میں دوسری شادی کر لی کیونکہ ہمارا منوا بھی چھوٹا تھا۔ میں نے پہلے ہی دن امبا سے صاف کہہ دیا کہ میں نے تم سے شادی صرف اس لئے کی ہے کہ تم میرے بھولے بچے کی ماں بنو اور ماں کا غم اس کے دل سے بھلا دو۔

دو ماہ گذر گئے۔ میں ہر شام منو کو ساتھ لے کر ہوا خوری کے لئے جایا کرتا تھا۔ لوٹتے وقت بعض دوست احباب سے بھی ملاقات ہو جاتی۔ ان صحبتوں میں منو بلبل کی طرح چہکتا۔ دراصل ان ملاقاتوں کی غرض لطفِ صحبت نہیں بلکہ منو کے طفلانہ کمالات کی نمائش تھی۔ جب احباب اس سے پیار کرتے، اس کی ذہانت اور فطری فراست کو سراہتے تو مجھ پر ایک نشہ سا طاری ہو جاتا تھا، خوشی کے مارے میں پھولا نہ سماتا تھا۔

ایک روز میں منو کے ساتھ بابو جوالا سنگھ کے مکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ میرے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی راز نہ تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنی کمزوریاں اور خامیاں، اپنے خاندانی تنازعے اور مالی پریشانیاں آپس میں بیان کرتے تھے۔ نہیں۔ ہم ان بے تکلفی کے تذکروں میں بھی اپنے وقار کو مدّنظر رکھتے تھے۔ سیاہ داغوں کو ہمیشہ چھپاتے تھے۔ رازداری میں ہی راز تھا۔ بے تکلفی میں تکلف۔

دفعتاً بابو جوالا سنگھ نے منو سے پوچھا کیوں منو تمہاری نئی اماں تمہیں خوب پیار کرتی ہے نا؟۔

میں نے مسکرا کر منو کی طرف دیکھا۔ اس کے جواب میں ''ہاں'' کی طرف سے مجھے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ میں خوب جانتا تھا کہ امبا اسے دل سے پیار کرتی ہے مگر مجھے کتنا تعجب ہوا۔ جب منو نے اس سوال کا جواب زبان سے نہیں آنکھوں سے دیا آنسو کے کئی قطرے اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑے۔

مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ ان چند قطروں نے امبا کے اس خوشنما اور دل آویز تصور کو مٹا دیا جو میں نے ان دو مہینوں میں تیار کیا تھا۔ جوالا سنگھ نے میری طرف ہمدردانہ انداز سے دیکھ کر منو سے کہا۔ ''کیوں روتے ہو بیٹا؟''۔

منو نے برجستہ کہا روتا نہیں ہوں! آنکھ میں دھواں لگ گیا تھا، جوالا سنگھ کا سوتیلی ماں کی ممتا پر شک کرنا ایک قدرتی امر تھا مگر حق یہ ہے کہ میں بھی شبہ سے خالی نہ تھا۔ مجھے یقین آ گیا تھا کہ امبا رحم اور محبت کی دیوی نہیں ہے جسے سراہتے میری زبان نہ تھکتی تھی۔ جب یہاں سے اٹھا تو میرا دل بھرا ہوا تھا۔

میں مکان کی طرف چلا تو سوچنے لگا کہ کیوں کر میں غصہ کا اظہار کروں؟ کیوں نہ منہ ڈھانپ کر لیٹ رہوں۔ امبا پوچھے تو ترش رو ہو

کر کہہ دوں ۔ سر میں درد ہے ۔ مجھے دق مت کرو۔ کھانا کھانے کو اٹھائے تو کرخت لہجہ میں جواب دوں ۔ امبا ضرور سمجھ جائے گی کہ کوئی بات میری طبیعت کے خلاف ہوئی ہے ۔خوشامد کرنے لگے گی ۔ اس وقت طنز وطعن سے اس کا کلیجہ چھلنی کر دوں گا ۔ پھر خیال آیا اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے اپنے دل پر قابو بھی رہے گا ؟ آخر میں اپنی طبیعت پر زور ڈال کر ایک نقلی غصہ کی کیفیت پیدا کی اور ارادہ کیا کہ چلتے ہی چلتے برس پڑوں گا ۔ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی ہوائیں اس ابرِ خشک کو اُڑا لے جائیں ۔

مگر جوں ہی گھر پہنچا تو امبا نے دوڑ کر منو کو گود میں اٹھالیا تھا اور پیار کر کے بولی ! ''تم آج اتنی دیر تک کہاں گھومتے رہے؟'' چلو چلو دیکھو میں نے تمہارے لئے کیسی اچھی اچھی پھلواریاں بنائی ہیں ۔''

اس کے انداز میں ایسا نورانی خلوص تھا کہ میرے نقلی غصے کی دھندلی تاریکی بھی غائب ہوگئی ۔ میں نے سوچا۔اس دیوی پر بدگمانی کرنا انتہا درجے کا ظلم ہے ۔منو نادان بچہ ہے ۔ممکن ہے کہ ماں کو یاد کر کے رو پڑا ہو۔

میں نے امبا کو نہ طعنے دئے ، نہ اس پر بگڑا ، نہ غصہ سے منہ لپیٹ کر سویا ، بلکہ اس سے بہت ملائم لہجے میں بولا ''منو نے آج مجھے بہت شرمندہ کیا۔خزانچی صاحب نے اس سے پوچھا کہ تمہاری نئی اماں تمہیں پیار کرتی ہیں یا نہیں؟ تو وہ رونے لگا۔ میں شرم کے مارے گڑ گیا۔ پر یتیم بچہ کا دل اس تصویر کی طرح ہے جس پر ہلکا پردہ پڑا ہو۔ ہوا کی ہلکی جنبش بھی پردے کو ہٹا دیتی ہے اور خوشنما تصویر آنکھوں کے سامنے کھل جاتی ہے ۔

یہ باتیں کتنی ملائم تھیں تاہم امبا کا کھلا ہوا چہرہ کچھ افسردہ ہوگیا۔وہ آب دیدہ ہوکر بولی ''اس کا لحاظ تو مجھ سے جہاں تک ہو سکا پہلے ہی دن سے رکھا ہے ۔ پر یہ غیر ممکن ہے کہ میں منو کے دل سے ماں کا غم مٹاؤں'' ۔

مجھے خوف تھا کہ اس گفتگو کا کہیں الٹا اثر نہ پڑے مگر دوسرے ہی دن سے مجھے امبا کے مزاج میں ایک نمایاں تغیر نظر آنے لگا ۔ میں اسے صبح سے شام تک منو ہی کی ناز برداریوں میں مصروف دیکھتا ۔ یہاں تک کہ اس دُھن میں اسے میری آسائش کا بھی خیال نہ رہتا ۔

ایک روز میں معمول سے قبل دفتر سے لوٹا ۔منو کو دروازے پر دیوار کی طرف منہ کھڑے رکھے دیکھا ۔ مجھے اس وقت آنکھ مچولی کھیلنے کی شرارت سوجھی ۔ میں نے دبے پاؤں جا کر پیچھے سے منو کی آنکھیں بند کر دیں ۔ پر آہ اس کے دونوں رخسار آنسوؤں سے تر تھے ۔ میں نے فوراً ہاتھ ہٹا لیا، گویا سانپ نے کاٹ لیا ہو۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی ۔منو کو گود میں لے کر بولا ۔''منو! کیوں رو رہے ہو''؟

میں نے اسے گلے سے لگا کر کہا، ''اماں نے کچھ کہا تو نہیں؟''

منو نے سسک کر کہا ''جی نہیں ۔ وہ تو مجھے بہت پیار کرتی ہیں'' ۔ مجھے یقین نہ آیا تو پوچھا ''وہ پیار کرتیں تو تم روتے کیوں؟ اس دن خزانچی صاحب کے گھر بھی تم روئے تھے ۔تم مجھ سے چھپاتے ہو۔شاید تمہاری اماں خفا ہوتی ہیں ۔'' منو میری طرف طفلانہ متانت سے دیکھ کر بولا ۔ جی نہیں ۔ وہ مجھے پیار کرتی ہیں ۔اس لئے مجھے بار بار رونا آجاتا ہے ۔ میری ماں مجھے بہت پیار کرتی تھیں ۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئیں ۔نئی اماں اس سے بھی زیادہ پیار کرتی ہیں ۔ اس لئے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ بھی اسی طرح مجھے چھوڑ کر نہ چلی جائیں'' ۔

منو کو گود میں لئے ہوئے امبا کے پاس آیا اور مسکرا کر بولا ''ان سے پوچھو یہ کیوں رو رہے ہیں''؟ امبا چونک پڑی ۔ اس کے تو تیور چڑھ گئے بولی، ''تم ہی پوچھو'' ۔

میں نے کہا ''یہ اس لئے روتے ہیں کہ تم انہیں بہت پیار کرتی ہو، اور ڈرتے ہیں کہ تم بھی پہلی اماں کی طرح چھوڑ کر نہ چلی جاؤ''۔ جس طرح گرد صاف کرتے ہی آئینہ چمک اٹھتا ہے، اسی طرح امبا کا چہرہ روشن ہوگیا۔ اس نے منو کو میری گود سے چھین لیا اور مادرانہ محبت سے اس کے رخساروں کا بوسہ لیا۔

حاصل مطالعہ

- ❖ بچوں کے ساتھ محبت بانٹنا۔
- ❖ دوست کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو، اپنے سارے راز نہ بتانا۔
- ❖ ظاہری حالت کو دیکھ کر فیصلہ نہ کرنا

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ہواخوری	سیر و تفریح	چہکنا	خوش ہونا
لطف	مزہ	طفلانہ	بچپن
احباب	دوست	تنازعے	اختلافات
سیاہ	کالا	دفعتاً	اچانک
اندیشہ	خطرہ	تصور	خیال
حق	سچ	خفت	شرمندگی
دق کرنا	ستانا	چھلنی کرنا	توڑ دینا
بے اعتنائی	بے توجہی	ملائم	نرم
جنبش	حرکت	آب دیدہ ہونا	رونا
خوف	ڈر	تغیر	تبدیلی
آسائش	آرام	تر ہونا	بھیگ جانا
چوٹ	زخم	خفا ہونا	غصہ ہونا

II مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) دوست احباب سے مل کر منو .... کی طرح چہچہاتا

(الف) طوطے (ب) بلبل (ج) مور

(2) منشی پریم چند کے بے تکلف دوست کا نام

(الف) بابو جوالا سنگھ (ب) امرت سنگھ (ج) بیدی سنگھ

(3) .... کی ممتا پر شک کرنا ایک قدرتی امر تھا۔

(الف) سگی ماں (ب) خالہ ماں (ب) سوتیلی ماں

(4) یہ غیر ممکن ہے کہ میں منو کے دل سے ماں کا.....................دور کردوں۔

(الف) رنج (ب) غم (ج) غصہ

(5) منو کے بار بار رونے کی وجہ ....

(ب) سوتیلی ماں کا مارنا (ب) اس بات کا ڈر کہ کہیں سوتیلی ماں بھی نہ مر جائے (ج) آنکھوں میں درد کا آنا

III مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) منو کو ہوا خوری کے لئے لے جانے کی وجہ کیا تھی؟

(2) سوتیلی ماں کی ممتا پر شک کرنے کا سبب کیا ہے؟

(3) منو کو گود میں اٹھا کر سوتیلی ماں نے کیا کہا؟

(4) منو کے رونے کی وجہ بتایئے؟

(5) امبا کا چہرہ کیوں روشن ہو گیا؟

IV۔ جواب تفصیل سے لکھئے۔

(1) کہانی 'ایک سوتیلی ماں ایسی بھی' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(2) منو کو کس بات کا دکھ تھا اور کس لئے اس کی آنکھیں نم رہتی تھی، اس کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

اکائی 8
قواعد

مونث کی جمع بنانے کے قاعدے

قاعدہ (1)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' ہو تو ایسے اسموں کی جمع بنانے کے لئے آخر میں '' اں '' بڑھاتے ہیں،
جیسے لڑکی سے لڑکیاں۔ مرغی سے مرغیاں۔ بکری سے بکریاں۔ کرسی سے کرسیاں۔ چھتری سے چھتریاں، وغیرہ۔

قاعدہ (2)

ایسے واحد مؤنث جن کے آخر میں الف ہو، ان کی جمع بنانے کے لئے '' ئیں'' زیادہ کرتے ہیں،
جیسے، گھٹا سے گھٹائیں۔ ہوا سے ہوائیں۔ صدا سے صدائیں۔

قاعدہ (3)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' اور '' الف '' دنوں میں سے کوئی بھی حرف موجود نہ ہو تو ان کی جمع بنانے کا
قاعدہ یہ ہے کہ ان کے آخر میں '' یں '' کا اضافہ کریں۔
مثلاً کتاب سے کتابیں۔ نماز سے نمازیں۔ رسید سے رسیدیں وغیرہ۔

قاعدہ (4)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' یا '' ہو تو اسے جمع بنانے کے لئے نون غنہ (ں) زیادہ کرتے ہیں
جیسے گڑیا سے گڑیاں۔ بندریا سے بندریاں۔ ڈبیا سے ڈبیاں، وغیرہ۔

مشق :

(1) واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' ہو تو '' اں '' بڑھا کر جمع بنانے کی تین مثالیں لکھئے ؟
(2) واحد مؤنث کے آخر میں الف ہو تو ''ئیں '' بڑھا کر جمع بنانے کی دو مثالیں قلمبند کیجئے ؟
(3) کتاب نماز رسید ان الفاظ میں کون سا حرف بڑھا کر آپ جمع بنائیں گے بتایئے ؟
(4) گڑیاں بندریاں ڈبیاں ان تینوں الفاظ کا واحد لکھئے ؟
(5) درج ذیل الفاظ میں مناسب حروف استعمال کرتے ہوئے جمع بنایئے۔

لڑکی ہوا کتاب ڈبیا صدا بندریا

URDU READER - CLASS 7

List of Authors and Reviewer

Reviewer :

Mohamed Muslim
P. G. Asst., Mazharul Uloom HSS.,
Ambur-635802., Vellore District.

Authors :

Abdul Rahim .K
B.T. Asst. Islamiah HSS,
Pernambut-635 810. Vellore District.

Syed Masood Ahmed
B.T. Asst. Osmania HSS
Tirupattur, Vellore District.

Mohammed Aarif
B.T. Asst. , Govt. Urdu HSS
Hosur, Krishnagiri District.

Mohamed Jaweed Akram
B.T. Assistant, Islamiah Boys HSS
Vaniyambadi – 635 751. Vellore District

Co-Ordination

A. Palanivel Raj,
Assst. Professor,
SCERT, Chennai.

This book has been printed on 80 G.S.M.
Elegant Maplitho paper.

Co-ordination
Ramesh Munisamy

Urdu Typing , Layout
Mohamed Nusrath Sayeed
Taj Printers, Vaniyambadi.

Printed by offset at:

NOTES